وحی۔ معنی اور مفہوم

''الــوحــی'' کے لغت میں معنی ایسا اشارہ بیان کئے جاتے ہیں جس میں تیزی اور سرعت ہو۔ جناب راغب نے کہا اور صاحب تاج نے اِس کی تائید کی کہ الوحی کے معنی تیز اشارہ ہیں۔ ابن فارس اور جناب راغب نے یہ بھی کہا کہ الوحی کے معنی کتابت یعنی لکھنا اور کتاب بھی ہیں۔ ابن فارس نے کہا کہ وہ چیز جسے تم کسی کی طرف پہنچا دو اور اُسے اُس کا علم ہو جائے وحی کہلاتی ہے خواہ اسے پہنچانے کی کیفیت کچھ بھی ہو، مخفی طور پر یا ویسے ہی۔

Reveal, make known by revelation, suggest or put into one's mind. {Lane's lexicon}

اور انگریزی زبان کے مترجمین کی اکثریت نے اِس کا ترجمہ inspire, inspiration کیا ہے۔

''اشارے''{signal} کے معنی اور مفہوم اُس رابطے کے ہیں جس میں کسی تصور، بات کو دوسرے تک پہنچانے کیلئے کسی عمل، انداز یا کسی نشان (تصویر، نکتے، لکیریں، تحریر کا کوئی بھی انداز یا مخصوص صوت) کو استعمال کیا جائے۔

Signal: an action, gesture, or sign used as a means of communication

''اشارہ، سگنل'' وجود پذیر کیسے ہوتا ہے؟ ایک متعین مفہوم کے حامل تصور کو ایک دوسرے کو منتقل کرنے کیلئے کسی عمل، انداز، تاثر، نشان، آواز کو جب ہم آپس میں طے کر لیتے ہیں تو ''اشارہ، سگنل'' وجود لیتا ہے۔ جنہوں نے کسی ''اشارے، سگنل'' کو وجود دیا ہے انہیں اِس کے متعین معنی اور مفہوم پہلے سے معلوم ہیں۔ اور جن لوگوں سے اِس مخصوص اشارے کو متعین نہیں کیا گیا تھا اُن کیلئے یہ ایک بے معنی حرکت کے علاوہ کسی معنی اور مفہوم کا حامل نہیں ہوتا۔ اس طرح واضح ہے کہ ''اشارے'' کو متعین کرنے کیلئے پہلے اُن کے درمیان اُس ذریعے سے رابطہ ہونا ضروری ہے جس کو ''اشارہ'' مرتب کرنے والے سمجھتے ہیں اور وہ ذریعہ صرف زبان کے الفاظ یعنی کلام ہے۔

اربابِ لغت کی محنت و کاوش اور اُن کا ادب و احترام اپنی جگہ لیکن جو صاحبِ وحی نہیں اُس کا وحی کی نوعیت اور کیفیت کے متعلق اظہار خیال رائے سے زیادہ وزن نہیں رکھتا۔ ''الــوحــی'' کا تعلق علمِ شئے سے نہیں اِس لئے اُس کے معنی اور مفہوم وہی طے کر سکتا ہے جو صاحبِ وحی ہے یا اِس کے معنی اور تعریف وہ کتاب متعین (define) کر سکتی ہے جو خود وحی کی گئی ہو۔ کتاب میں ارشاد فرمایا:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ ٱللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَآيِٕ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ
رَسُولًا فَيُوحِىَ بِإِذْنِهِۦ مَا يَشَآءُ ۚ إِنَّهُۥ عَلِىٌّ حَكِيمٌ ﴿٥١﴾

''جان لو کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی بشر کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس سے کلام فرمایا ہو، سوائے اس انداز میں کہ کلام بذریعہ کتاب تھا، یا آڑ، رکاوٹ کے پیچھے سے کلام فرمایا، یا کوئی رسول بھیجا جس نے اس بشر کو ان کی دی ہوئی اجازت سے وہ پیغام پہنچایا جو وہ پہنچانا چاہتے تھے۔ یقیناً وہ عالی مرتبہ، منبع دانائی اور نظام ہستی کے حاکم ہیں''۔ (الشوریٰ۔۵۱)

قرآنِ مجید نے بتایا کہ ''وحی'' وہ ذریعہ (medium) ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلام کو کسی بشر تک پہنچاتا ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ محض صوت یعنی الفاظ کے بغیر آواز، بھنبناہٹ، پروں کی تیز جنبش کو کلام کرنا نہیں کہا جاتا۔ سامری کے بنائے ہوئے بچھڑے میں سے بھی آواز آتی تھی جو لوگوں کیلئے باعث تعجب بنی اور سامری کے فریب میں آ گئے۔ صوت اور کلام میں انہیں فرق سمجھایا:

أَلَمْ يَرَوْا۟ أَنَّهُۥ لَا يُكَلِّمُهُمْ

''کیا انہوں نے غور نہ کیا کہ وہ تو اُن سے کلام نہیں کرتا تھا'' (حوالہ الاعراف۔۱۴۸)

أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا

(آواز نکلتی تھی تو کیا ہوا) ''تو کیا وہ دیکھتے نہ تھے کہ وہ ان سے قولاً رجوع (مخاطب) نہیں کرتا'' (حوالہ طہٰ۔۸۹)

نبیوں اور رسولوں کو بھیجے جانے والی وحی ایسا رابطہ نہیں جو تیز اشارے اور تیزی سے حرکت کرتے ہوئے پروں کی بھنبھناہٹ ہو بلکہ آواز اور الفاظ پر مشتمل رابطہ ہے۔ منہ سے بولی جانے والی دنیا کی کوئی بھی زبان ہمیشہ آواز اور الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے۔ وحی کے متعلق واضح فرمایا:

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِۦ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۖ (حوالہ ابراہیمؑ۔۴)

''اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا سوائے اس قوم کی زبان میں پیغام دے کر، تا کہ اُن لوگوں کیلئے (حکم) متعین اور واضح ہو''

وَأَنَا ٱخْتَرْتُكَ فَٱسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰٓ ﴿١٣﴾

(موسیٰ علیہ السلام کو آواز آئی) ''اور میں نے تجھے چن لیا ہے۔ اس لئے غور سے سن جو تجھے وحی کیا جاتا ہے'' (طہٰ۔۱۳)

قرآنِ مجید نے اللہ تعالیٰ کی ''وحی'' کے متعلق یہ قطعی نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو بذریعہ اشارہ (رَمْزًا) کسی بشر تک پہنچایا جاتا ہے۔ اگرچہ دوسروں سے کلام، رابطہ (communication) ''رَمْزًا'' بھی کیا جاسکتا ہے:

قَالَ ءَايَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ ٱلنَّاسَ ثَلَٰثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا (حوالہ آلِ عمران۔۴۱)

''اس نے کہا'' تیرے لئے نشانی یہ ہے کہ (اگر چہ تو گونگا نہیں) تین دن (رات) لوگوں سے کلام نہیں کر سکے گا سوائے اشارے سے''

اور صوتی اشارے (مثلاً خطرے اور خطرہ ٹل جانے کا سائرن) کے بھی کوئی معنی اور مفہوم نہیں ہوتا جب تک لوگوں کے مابین معروف نہ ہو یعنی پہلے سے لوگوں نے اس کا مفہوم طے کر رکھا ہو۔ اس لئے یہ گمان کرنا کہ ''وَحْيًا'' کلام کرنے کا مفہوم ''تیز اشارے'' سے کلام کرنا ہے تو وحی پانے والے بشر کو پہلے اس ''تیز اشارے'' کے معنی اور مفہوم سے قبل از وحی بذریعہ کلام آگاہ کرنا ضروری ہوگا۔ اور اس طرح قطعیت کے ساتھ یہ واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھیجی جانے والی ''وحی'' کے معنی تیز اشارہ نہیں سمجھے جاسکتے۔

قرآنِ مجید نے ''وَحْيًا'' کے بنیادی معنی اور مقصد کلام کو بشر تک پہنچانا بتائے ہیں۔ اس لئے انسانوں کے مابین کلام (سوائے تکلیم، باہمی گفتگو) کو دوسروں تک پہنچانے کا جو کوئی بھی انداز اختیار کیا جاسکے اس کیلئے لفظ ''وحی'' استعمال کیا جاسکتا ہے۔ سیدنا زکریا علیہ السلام کو بتایا گیا تھا کہ وہ لوگوں سے کلام نہیں کر سکیں گے سوائے رَمْزًا۔ اس کا مادہ ''ر م ز'' اور معنی جنبش وحرکت کے ہیں۔ اِس سے اُس کے معنی اشارے کے ہیں خواہ وہ ہونٹوں سے کیا جائے، آنکھوں سے، یا ابروؤں سے، یا منہ، ہاتھ سے (محیط، تاج)

فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِۦ مِنَ ٱلْمِحْرَابِ فَأَوْحَىٰٓ إِلَيْهِمْ أَن سَبِّحُوا۟ بُكْرَةً وَعَشِيًّا ﴿١١﴾

''پھر جب وہ محراب سے نکل کر اپنی قوم کے سامنے آئے تو انہیں اشارے سے بتایا کہ ''صبح وشام تسبیح کرو'' (مریم۔۱۱)

سیدنا زکریا علیہ السلام کو اشارے سے کلام کرنے کی نشانی بتاتے ہوئے نصیحت کی گئی تھی کہ ''وَاذْكُر رَّبَّكَ كَثِيرًا'' (اپنے رب کو کثرت سے یاد کر) اور شام اور صبح تسبیح کر (حوالہ آلِ عمران۔۴۱)۔ اس طرح واضح ہے کہ یہاں ''أَوْحَىٰٓ'' کے معنی ہاتھوں کے اشارے سے اپنی بات کسی دوسرے تک پہنچانا ہے لیکن اشارے سے دوسرے تک کلام پہنچانے کیلئے ضروری ہے کہ دوسرا شخص آپ کو دیکھ رہا ہو۔

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ ٱلْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ ٱلصُّمَّ ٱلدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا۟ مُدْبِرِينَ ﴿٨٠﴾

فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ ٱلْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ ٱلصُّمَّ ٱلدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا۟ مُدْبِرِينَ ﴿٥٢﴾

''بیشک آپ (ﷺ) مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ اُن بہروں کو پکار سنا سکتے ہیں جب پیٹھ پھیر کر وہ مڑ جائیں'' (النمل۔۸۰، الروم۔۵۲)

قرآنِ مجید کتابِ لاریب ہے۔ دوٹوک بیانِ حقیقت ہے۔ قرآنِ مجید آدھا سچ بیان نہیں کرتا۔ اِس کی ہر بات نپی تلی ٹھوس حقیقت ہے۔ قوتِ سماعت سے محروم بہرے لوگ اگر بات سننے اور سمجھنے پر مائل ہوں اور داعی کی طرف دیکھ رہے ہوں تو انہیں اشاروں کی زبان میں بات بتائی اور سمجھائی جاسکتی ہے۔ لیکن ان دو آیات میں یہ بتایا کہ حقیقی بہروں کو بات نہیں بتائی جاسکتی اگر پیٹھ پھیر کر وہ چل دیں کہ داعی کو دیکھ نہ سکیں تو پھر داعی کیلئے ان کی حیثیت مردوں جیسی ہوجاتی ہے۔

''وَحْيًا'' اللہ تعالیٰ کا کسی بشر سے کلام کرنے (يُكَلِّمَ۔ کسی سے بات کرنے) کا ایک انداز ہے۔

کلام اور کَلِمَۃٍ (مؤنث) کا مادہ ''ک ل م'' ہے۔ کَلِمَۃٍ (جمع کَلِمٰتٍ) کے معنی ایک بات، ایک جملہ یا ایک قصیدہ، یا ایک خطبہ ہیں

فَتَلَقَّىٰٓ ءَادَمُ مِن رَّبِّهِۦ كَلِمَٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ ﴿٣٧﴾

''پھر آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھ لئے اور اظہار تاسف پر انہوں نے اس کی توبہ قبول کر لی۔

بیشک وہی توبہ قبول کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے'' (البقرۃ۔۳۷)

اور کسی کی باتوں (حدیثوں) کے محفوظ کیئے ہوئے مجموعہ کو اُس کا کلام کہا جاتا ہے۔ اور کسی کے مجموعہ کلام کو انسان اپنی یادداشتوں میں محفوظ کر سکتا ہے اور پھر اِس کلام کو دوسروں کو سنا سکتا ہے۔ اور کلام کو محفوظ کرنے کا بہترین انداز اُسے تحریری شکل دینا ہے۔ اور کسی بھی تحریری مجموعہ کلام کی صحت کا اعتبار تبھی کیا جا سکتا ہے اگر اسے ضبط تحریر میں وہ بندہ لایا ہو جس نے وہ کلام خود سنا تھا یا کوئی بھی اپنے مجموعہ کلام کو تحریری شکل میں دوسرے کو تھما سکتا ہے۔

أَفَتَطْمَعُونَ أَن يُؤْمِنُوا۟ لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَٰمَ ٱللَّهِ
ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُۥ مِنۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٥﴾ (البقرۃ۔۷۵)

''(اے مدعیان ایمان! اُن کے متعلق یہ سب باتیں جاننے کے بعد بھی) تو کیا تم اس بات کی خواہش کرتے ہو کہ تمہاری خاطر وہ ایمان لے آئیں؟ ان میں تو ایک فریق ایسا بھی ہے جو اللہ کا کلام سنتا ہے اور بعد ازاں جان بوجھ کر اس میں تحریف کرتا ہے جو محفوظ کیا ر سنا تھا''

وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ٱسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَٰمَ ٱللَّهِ ثُمَّ
أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُۥ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ﴿٦﴾ (التوبہ۔۶)

''اور اگر مشرکین میں سے کوئی آپ (ﷺ) سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دیں یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام (قرآنِ مجید) سنے۔ بعد ازاں اسے حفاظتی حصار میں محفوظ مقام پر پہنچا دیں۔ یہ اس لئے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو (امیین۔ نازل کردہ کتاب کا) علم نہیں رکھتے۔''

سَيَقُولُ ٱلْمُخَلَّفُونَ إِذَا ٱنطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ
يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا۟ كَلَٰمَ ٱللَّهِ ۚ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ ٱللَّهُ مِن قَبْلُ ۖ
فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا۟ لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٥﴾

''جب تم مال غنیمت لینے چلو گے تو پیچھے رہنے والے کہیں گے ''ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے دو، ہم تمہاری اتباع کریں گے''۔

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں۔ کہہ دیں ''تم ہماری اتباع ہرگز نہیں کرو گے کہ ایسا اللہ تمہارے متعلق پہلے ہی کہہ چکا ہے''۔

پھر وہ کہیں گے ''نہیں، بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو'' نہیں، درحقیقت وہ بات کو کم ہی سمجھتے ہیں'' (الفتح۔۱۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام (تورات) موسیٰ علیہ السلام کو الواح پر لکھی (کندہ) ہوئی تحریر کی صورت میں عطا فرمایا تھا

قَالَ يَـٰمُوسَىٰٓ إِنِّى ٱصْطَفَيْتُكَ عَلَى ٱلنَّاسِ بِرِسَـٰلَـٰتِى وَبِكَلَـٰمِى فَخُذْ مَآ ءَاتَيْتُكَ وَكُن مِّنَ ٱلشَّـٰكِرِينَ ﴿١٤٤﴾

''انہوں نے کہا''موسیٰ (علیہ السلام)! میں نے تجھے منصب رسالت پر فائز کر کے اور اپنے کلام سے لوگوں میں ممتاز کیا ہے۔

پس جو میں نے تجھے (تحریری کلام) دیا ہے اسے تھام لیں اور ہمیشہ شکر گزاروں میں سے رہیں۔'' (الاعراف۔۱۴۴)

وَكَتَبْنَا لَهُۥ فِى ٱلْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً

''اور ہم نے ان (موسیٰ علیہ السلام) کے لئے تختیوں پر ہر بات کے متعلق نصیحت لکھ دی تھی''

فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا۟ بِأَحْسَنِهَا ۚ

(اُن سے سے فرمایا تھا) ''اسے مضبوطی سے تھام لیں اور اپنی قوم کو حکم دیں کہ اس کی بہترین باتوں کو اختیار کریں'' (حوالہ الاعراف۔۱۴۵)

کلام کو جب ضبط تحریر میں لایا جائے تو وہ کتاب کہلاتی ہے۔ باتوں کے محفوظ کئے ہوئے مجموعہ کو ''کلام'' کہا جاتا ہے اور كَلِمَة کے معنی ایک قول، ایک بات، وعدہ، ایک جملہ یا ایک قصیدہ، یا ایک خطبہ ہیں۔

إِذْ قَالَتِ ٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ يَـٰمَرْيَمُ إِنَّ ٱللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ٱسْمُهُ ٱلْمَسِيحُ عِيسَى ٱبْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْـَٔاخِرَةِ وَمِنَ ٱلْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٥﴾

''جب ملائکہ نے کہا'' اے مریم (صدیقہ)! بیشک اللہ آپ کو بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے

اپنی اس بات کے ساتھ کہ دنیا اور آخرت میں معزز اور مقربوں میں سے ہوگا،

وَيُكَلِّمُ ٱلنَّاسَ فِى ٱلْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ ٱلصَّـٰلِحِينَ ﴿٤٦﴾

اور لوگوں سے گود میں اور پختہ عمر میں کلام کرے گا اور صالحین میں سے ہوگا'' (سورۃ آلِ عمران۔۴۵۔۴۶)

اللہ کی جانب سے سیدہ مریم صدیقہ کو ایک بیٹے کی بشارت دیتے ہوئے ان کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم بتایا گیا۔ اور ملائکہ نے کہا تھا کہ یہ خوشخبری اللہ کی جانب سے 'بِكَلِمَةٍ' ہے۔ حرف ''ب'' کے معنی ہیں ''کے ساتھ''۔ قرآنِ مجید میں كَلِمَةٍ کہی ہوئی بات، دیئے ہوئے قول اور زبان، عہد، کئے ہوئے فیصلے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ

''اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک بات طے نہ ہو چکی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا'' (حوالہ یونس۔۱۹، ھود ۱۱۰، فصلت۔۴۵)

سے ٹھہر چکی ہیں وہ اللہ کا **أَجَلٍ مُّسَمًّى** مقررہ ساعت کا وعدہ ہے۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾

''اور اگر تیرے رب کی جانب سے ایک بات طے نہ ہو چکی ہوتی تو ایسا ضرور ہو جاتا لیکن وقت مقررہ طے کیا جا چکا ہے'' (سورۃ طٰہ۔۱۲۹)

سیدہ مریم کو ''بِكَلِمَةٍ'' دی گئی خوشخبری میں كَلِمَةٍ عیسیٰ علیہ السلام کیلئے استعمال نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ مذکر ہیں جبکہ كَلِمَةٍ مؤنث ہے۔ قرآنِ مجید کے بتائے ہوئے معنی اور مفہوم سے واضح ہے کہ كَلِمَةٍ یہ عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی خطاب، نام، اعزاز وغیرہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی مذکر کو زنانہ، مؤنث خطاب نہیں دیتے۔ یہ مشرکین ہیں جو اپنے من گھڑت اِلٰہ کیلئے بھی مؤنث نام تجویز کرتے ہیں۔ سیدہ مریم صدیقہ کو اس کام کیلئے منتخب کیا گیا تھا کہ بغیر باپ کے ایک بیٹے کو تنہا وجود دیں گی۔ انسانی معاشرے میں ایسے بچوں کو بعض لوگ عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے جن کے والد کا معلوم نہ ہو۔ سلام ہو سیدہ مریم پر کہ اللہ رب العزت نے انہیں ابن مریم کی پیدائش سے قبل ان کی خوشخبری بِكَلِمَةٍ اپنے اس وعدے، قول، یقین دہانی کے ساتھ دی تھی **وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ** ''وہ دنیا اور آخرت میں معزز ہوگا''۔

اللہ تعالیٰ کا کسی بشر سے کلام کرنے (يُكَلِّمَ۔ کسی سے بات کرنے) کا ایک انداز ''وَحْيًا'' ہے اور کلام کرنے کا منتہائے مقصود کسی کی سماعتوں کے ذریعے اُس کے دل و دماغ تک کوئی حدیث، قول اور عہد پہنچانا ہے۔ ''وَحْيًا'' کا اپنا انداز کیسا ہوتا ہے یہ تو وہی شخص بتا سکتا ہے جسے کبھی ''وحی'' وصول ہونے کا شرف حاصل ہوا ہو۔ لیکن ہمارے لئے اُسے سمجھنے میں پیچیدگی اور پُر اسراریت کا کوئی پہلو نہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہماری سماعت یعنی کلام کو اٹھانے اور سمجھنے کی صلاحیت (sound waves) لہروں کے ارتعاش کو محسوس (detect)

اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو کی گئی وحی اور انفرادی وحی میں فرق

قرآنِ مجید نے بتایا کہ ’’وحی‘‘ وہ ذریعہ (medium) ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلام کو کسی تک پہنچاتا ہے۔ اور کلام باتوں، وعدوں اور احکام پر مشتمل ہوتا ہے۔

وَإِذۡ أَوۡحَيۡتُ إِلَى ٱلۡحَوَارِيِّـۧنَ أَنۡ ءَامِنُواْ بِي وَبِرَسُولِي قَالُوٓاْ ءَامَنَّا وَٱشۡهَدۡ بِأَنَّنَا مُسۡلِمُونَ ١١١

’’اور جب میں نے حواریون کی جانب وحی کی کہ تم مجھ پر اور میرے رسول (عیسیٰ علیہ السلام) پر ایمان لاؤ۔

تو (عیسیٰ علیہ السلام سے، حوالہ آلِ عمران ۔۵۲) اُنہوں نے کہا ’’ہم ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلم ہیں۔‘‘ (المائدہ ۔۱۱۱)

’’أَوۡحَيۡتُ‘‘ ماضی کا صیغہ واحد متکلم ہے اور معنی ہیں ’’میں نے وحی کی تھی‘‘۔

إِذۡ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى ٱلۡمَلَٰٓئِكَةِ أَنِّي مَعَكُمۡ فَثَبِّتُواْ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْۚ سَأُلۡقِي فِي قُلُوبِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ ٱلرُّعۡبَ فَٱضۡرِبُواْ فَوۡقَ ٱلۡأَعۡنَاقِ وَٱضۡرِبُواْ مِنۡهُمۡ كُلَّ بَنَانٖ ١٢

’’جب تیرا رب فرشتوں کی جانب وحی کرتا تھا کہ ’’میں تمہارے ساتھ ہوں، اس لئے ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو۔

میں عنقریب کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دونگا۔ اس کے لئے گردنوں کے اوپر کے مقام پر گھومتے پھرو،

اور عمائدین میں سے ہر ایک کے پاس گھومو پھرو۔‘‘ (الانفال ۔۱۲)

فَلَمَّا ذَهَبُواْ بِهِۦ وَأَجۡمَعُوٓاْ أَن يَجۡعَلُوهُ فِي غَيَٰبَتِ ٱلۡجُبِّۚ وَأَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡهِ لَتُنَبِّئَنَّهُم بِأَمۡرِهِمۡ هَٰذَا وَهُمۡ لَا يَشۡعُرُونَ ١٥

’’پھر جب وہ اسے لے گئے اور ان کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ اسے خشک ویران کنویں میں اتار دیا جائے اور (جب ایسا کر رہے تھے تو)

ہم نے اُن (یوسف علیہ السلام) کی طرف وحی کی

’’(ایک وقت آئے گا جب) تو انہیں ان کی یہ حرکت یاد دلائے گا جب انہیں اس کا خیال بھی نہ ہوگا‘‘ (یوسف ۔۱۵)

قرآنِ مجید نے بتایا ہے کہ ’’وحی‘‘ خاتون کی جانب بھی بھیجی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو رسالت کے فرائض منصبی تفویض کرنے کیلئے وادی طویٰ میں جب پکارا تو اس وقت انہیں بچپن میں ان پر کئے گئے احسان کے بارے میں بتایا تھا:

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰٓ ﴿٣٧﴾ إِذْ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰٓ ﴿٣٨﴾ أَنِ
ٱقْذِفِيهِ فِى ٱلتَّابُوتِ فَٱقْذِفِيهِ فِى ٱلْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ ٱلْيَمُّ بِٱلسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ
لِّى وَعَدُوٌّ لَّهُۥ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّى وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِىٓ ﴿٣٩﴾

''اور ہم نے ایک دفعہ اور بھی تجھ پر احسان کیا تھا جب ہم نے تیری ماں کو وحی کی۔ جو وحی کی گئی (وہ یہ تھی) '' کہ اسے صندوق میں ڈال، پھر اسے دریا میں ڈال دے کہ دریا اسے کنارے پر ڈال دے، اسے میرا دشمن اور اس کا دشمن اُسے پائے گا''۔ اور میں نے اپنی طرف سے تجھ پر محبت ڈال دی اور اس لئے کہ تو میری آنکھوں کے سامنے تربیت پائے'' (سورۃ طٰہ۔ ٣٧۔٣٩)

وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ أُمِّ مُوسَىٰٓ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِى ٱلْيَمِّ وَلَا
تَخَافِى وَلَا تَحْزَنِىٓ ۖ إِنَّا رَآدُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿٧﴾

''اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کو وحی کیا کہ'' اسے دودھ پلاتی رہیں پھر جب آپ اس کی نسبت خطرہ محسوس کریں تو انہیں (صندوق میں ڈال کر) دریا میں ڈال دیں اور (دریا میں ڈالتے ہوئے) ڈر نا مت اور (دریا میں ڈال دینے کے بعد) غمگین بھی نہ ہونا ہم اُسے تیرے پاس لوٹا لائیں گے اور انہیں اپنا رسول بنائیں گے '' (القصص۔ ٧)

ملائکہ، یوسف علیہ السلام کو بچپن میں اور موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ طفولیت میں ان کی والدہ ماجدہ کو کی گئی ''وحی'' کی نوعیت انفرادی ہے۔ حواریون کو ایک نصیحت، حکم دیا گیا تھا۔ انہوں نے اسے مانا اور تعمیل کی۔ بعض ملائکہ کو بھی ایک خاص موقعے پر ایک حکم ''وحی'' کیا گیا تھا۔ یوسف علیہ السلام کو عین اس وقت ''وحی'' کر کے مستقبل میں پیش آنے والی ایک بات کے متعلق بتایا گیا تھا جب ان کے (واجب الاحترام مسلم) برادران انہیں ایک خشک ویران کنویں میں اتار رہے تھے۔ یہ بات حوصلہ اور امید بڑھانے والی تھی۔ اور حوصلہ اور امید صبر انڈیلتے ہیں۔ یہ بات یوسف علیہ السلام کی اپنی ذات (personal consumption) کیلئے تھی۔ انہوں نے اس کا تذکرہ اپنے بھائیوں اور والد صاحب سے بھی نہیں کیا تھا جب سب مصر میں آ گئے تھے۔

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ سے ایسا کام کرنے کا نہیں کہا گیا تھا جو عقل و فہم کے تقاضوں سے بالاتر ہو۔ انہیں لکڑی کے صندوق میں بچے کو ڈال کر اس وقت دریا کی لہروں کے سپرد کرنے کا کہا گیا جب اُس کی زندگی کیلئے خطرہ محسوس کریں۔ عقل کا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ یقینی بڑے خطرے سے بچنے کیلئے چھوٹا خطرہ مول لے لیا جائے۔ عقل و دانائی کی یہ باتیں اپنی جگہ لیکن ایک ماں کو یہ مشورہ دینا اتنا آسان بھی نہیں کہ اپنے بیٹے کو دریا کی لہروں کے سپرد کر دے۔ سبحان اللہ! ایک ماں کے اطمینان قلب کیلئے اتنا بڑا راز بھی بتا دیا

إِنَّا رَآدُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ

''ہم اُسے اسی حالت میں تیرے پاس لوٹا لائیں گے اور اُسے بھیجے گئے رسولوں میں سے کر دیں گے'' (القصص۔ ٧)

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ سے "وَحْیًا" کئے گئے کلام میں خطرے سے نمٹنے کی ترکیب بتائی گئی تھی، لیکن ایک ماں کے نقطہ نظر سے وہ ترکیب بھی خطرے سے خالی نہ تھی اس لئے ان کے بیٹے کے محفوظ رہنے کا وعدہ بھی دیا گیا اور ان کے دل کو تقویت دینے کیلئے ایک راز بھی بتا دیا گیا کہ ان کے بیٹے کو بعد ازاں فرائض رسالت بھی سونپے جانے ہیں۔ یہ "وحی" بھی موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی اپنی ذات کیلئے تھی۔ انہوں نے اِس راز کو ایک امانت کے طور پر ہمیشہ اپنے سینے میں دفن رکھا اور اپنے بیٹے سے بھی کبھی ذکر نہیں فرمایا کہ انہیں ایک دن رسالت کے فرائض سونپے جائیں گے۔ اگر انہوں نے بتایا ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام کو مصر سے فرار کی ضرورت محسوس نہ ہوتی جب اُن کے مکا مارنے سے ایک لڑکا اتفاقاً قتل ہو گیا تھا۔

اللہ رب العزت کے مختص بندوں نبیوں اور رسولوں کے علاوہ دوسری ہستیوں کو قرآنِ مجید کے نزول اور اُس سے قبل کے دور میں کی گئی "وحی" کے متعلق دی گئی معلومات کو ہم نے پڑھ لیا ہے۔ قرآنِ مجید میں ایک اور ذی حیات کا ذکر بھی ہے جسے ہمارے رب نے "وحی" کی تھی۔ ارشاد فرمایا:

وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى ٱلنَّحْلِ أَنِ ٱتَّخِذِى مِنَ ٱلْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ ٱلشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ﴿٦٨﴾ (النحل۔٦٨)

"اور آپ (ﷺ) کے رب نے شہد کی مکھی پر وحی کیا کہ "پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں اور اُن چھتریوں میں جو لوگ بناتے ہیں

ثُمَّ كُلِى مِن كُلِّ ٱلثَّمَرَٰتِ فَٱسْلُكِى سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۚ يَخْرُجُ مِنۢ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَٰنُهُۥ فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ۗ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَأَيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٦٩﴾

بعد ازاں ہر طرح کے پھلوں میں سے کھا، اور اپنے رب کے مطیع کئے راستوں میں داخل ہو"۔ ان کے پیٹوں سے مختلف رنگوں کا شربت نکلتا ہے جس میں لوگوں کیلئے شفا ہے۔ بیشک اس میں ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں ایک نشانی ہے" (النحل۔٦٩)

"أَوْحَىٰ" آسمان اور زمین کیلئے بھی استعمال ہوا ہے۔ ارشاد فرمایا:

فَقَضَىٰهُنَّ سَبْعَ سَمَٰوَاتٍ فِى يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِى كُلِّ سَمَآءٍ أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا ٱلسَّمَآءَ ٱلدُّنْيَا بِمَصَٰبِيحَ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ ٱلْعَزِيزِ ٱلْعَلِيمِ ﴿١٢﴾

"پھر اس نے دو دنوں میں انہیں سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کے ذمہ اس کا کام وحی کر دیا۔ اور ہم نے آسمان دنیا کو مصابیح (comets) سے زینت دی ہے اور محفوظ کیا ہے۔ یہ ہے اس غالب اور علم والے کے مقرر کردہ پیمانے، اندازے، قانون" (فصلت ١٢)

بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ﴿٥﴾

"کیونکہ تیرے رب نے اس کیلئے یہ وحی کیا ہوگا" (الزلزلة۔٩٩)

ذی حیات اور غیر حیات کیلئے ''أَوْحَىٰ'' میں فرق یہ ہے کہ ذی حیات کی جانب (اِلَى) وحی کی جاتی ہے لیکن غیر حیات میں (فِي) یا کیلئے (لَهَا) ان کے ذمہ امر (کام) کی وحی کی جاتی ہے۔ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ''اور ہر آسمان میں اس کے ذمہ اس کا کام وحی کر دیا'' کے معنی اور مفہوم یوں واضح کر دیئے گئے ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ o ''یہ ہے اس غالب اور علم والے کے مقرر کردہ پیمانے، اندازے''۔ اس طرح واضح ہو جاتا ہے کہ کائنات کی ہر مادی شئے ''وحی شدہ، ہدایت یافتہ'' ہے کیونکہ مادی اشیاء کے اعمال اور افعال نہیں ہوتے بلکہ ان کے ذمہ طے شدہ امور لگا دیئے گئے ہیں اور یہی ان کی تقدیر اور فطرت ہے۔

قرآنِ مجید نے بتایا کہ نزول اور اُس سے قبل کے زمانے میں اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر نازل کردہ وحی اور عام انسانوں، ملائکہ ذی حیات پر اور اشیاء میں اور اُن کیلئے بھیجی جانے والی وحی میں بنیادی اور اہم ترین فرق یہ تھا کہ رسولوں پر نازل کردہ وحی میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُس کا کلام اور ہدایت رسول تک پہنچائی جاتی تھی تاکہ رسول اُسے لوگوں تک پہنچائے۔ اس لئے یہ فیصلہ دیا ہوا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے رسول کی بات مانی (اطاعت) اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی بات مانی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا رسول وہی بات اُن تک پہنچا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل فرمائی ہے۔ اور یہ حقیقت بھی ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول لوگوں کو وہی بات سناتے ہیں جو انہیں کتاب میں وحی کی جاتی ہے کیونکہ ان کا اپنا ایمان بھی صرف اس وحی پر ہوتا ہے اور دوسروں سے بھی کتاب میں وحی کی گئی پر ایمان لانے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اور رسولوں کے علاوہ دوسری قسم کی وحی اُس ذی حیات اور شئے کے اپنے لئے (انفرادی) ہوتی تھی اور اس بات کو نہ تو دوسرے سے کہہ سکتا تھا اور نہ دوسرے کیلئے حجت اور دلیل تھی۔ اس لئے اگر کوئی اس قسم کی بات کرتا ہے تو وہ اُس کی من گھڑت اختراع ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

''اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو باتیں خود وضع کر کے اللہ سے منسوب کرتا ہے'' (حوالہ الانعام۔۹۳، ھود۱۸ اور العنکبوت۔۶۸ کی ابتدا)

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا o

''اس لئے اُس سے بڑا ظالم کون ہے جو باتیں خود وضع کر کے اللہ سے منسوب کرتا ہے'' (حوالہ الکھف۔۱۵)

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ (حوالہ الانعام۔۲۱)

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ (حوالہ الاعراف۔۳۷ اور یونس۔۱۷)

''اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو باتیں خود وضع کر کے اللہ سے منسوب کرے یا اللہ کی آیات کو جھٹلائے؟''

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ

''پھر اس سے بڑا ظالم کون ہے جو باتیں خود وضع کر کے اللہ سے منسوب کرتا ہے کہ بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کر دے'' (حوالہ الانعام۔۱۴۴)

اللہ تعالیٰ کے حوالے سے جھوٹ گھڑنے/تخیل سے باتیں بنانے والوں کا مدعا و مقصد لوگوں کو گمراہ کر کے اپنے مفادات کے دائرے میں انہیں قید رکھنا ہے۔ باتیں وضع کر کے اللہ تعالیٰ سے منسوب کرنے والا ظالم ہے۔ اللہ سے باتیں منسوب کرنے کا ایک انداز یہ بھی ہے

أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ

''یا کہتا ہے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہیں کیا گیا'' (حوالہ الانعام۔۹۳)

اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے علاوہ جس کسی کے متعلق یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے وحی کی تھی وہ وحی صرف اُن تک محدود تھی اور انہوں نے اس کے متعلق دوسروں سے نہیں کہا تھا۔ اس لئے قرآنِ مجید کے نزول کے بعد جو کوئی دوسرے لوگوں سے یہ کہے کہ اُس کی طرف وحی کی گئی ہے یا الفاظ کو ملمع کر کے یوں کہے کہ جو باتیں وہ لوگوں کو بتا اور سمجھا رہا ہے انہیں اُس نے وہیں سے حاصل کیا ہے جہاں سے نبیوں کو ملتا تھا تو کیا وہ ظالم اور کاذب نہیں؟ اور اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں طرح کے لوگوں کو بھی وحی آتی تھی تو یہ بات کہنے والا بھی جھوٹی بات اختراع کرتا ہے۔ قرآنِ مجید نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو عام لوگوں تک پہنچانے کا فریضہ صرف اور صرف نبیوں اور رسولوں (مبشرین و منذرین) کو سونپا ہے اور اِس پہنچائے جانے والے کلام کیلئے لفظ ''وحی'' صرف نبیوں اور رسولوں کیلئے استعمال فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کی بات ماننے والے یعنی مومنین، ''اولیاء اللہ''، مجدد، مفسر، صوفی، محقق کسی کو بھی 'وحی' کے ذریعے ایسا کچھ نہیں ملتا جسے دوسرے لوگوں سے وہ بیان/کہہ سکے یا انہیں سمجھا سکے یا اس کی بناء پر انہیں ''نصیحت'' کر سکے۔ لیکن اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ اپنے ملائکہ کے ذریعے کسی بھی مرد یا عورت کو کوئی بھی ایسا پیغام بھیج سکتا ہے جس کا تعلق اُس مرد یا عورت کی صرف اپنی ذات سے ہو۔ ملائکہ نے سیدنا مریم صدیقہ اور ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سے گفتگو بھی کی تھی اور انہیں ان کے رب کی جانب سے بات بھی بتائی تھی:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾

''اور کتاب میں مریم (صدیقہ) کا ذکر کریں جب وہ اپنے گھر والوں سے مشرقی جگہ پر الگ ہوئی تھیں

فَاتَّخَذَتْ مِن دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾

اور ان سے حجاب اختیار کر لیا پھر ہم نے ان کی طرف اپنی جانب سے روح کو بھیجا جو اسے (روپ میں) ایک شریف النفس مرد دکھائی دیا

قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾

(خلوت میں ایک مرد کو دیکھ کر) اس نے کہا ''میں رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں تجھ سے اگر تو اس سے ڈرنے والا ہے''

قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾

اس نے کہا ''میں تو محترمہ آپ کے رب کا پیامبر ہوں اور آپ کیلئے ایک باصلاحیت بیٹے کی اطلاع لایا ہوں'' (مریم۔۱۶-۱۹)

قَالَتۡ أَنَّىٰ يَكُونُ لِى غُلَـٰمٌ وَلَمۡ يَمۡسَسۡنِى بَشَرٌ وَلَمۡ أَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾

(بیٹا پانے کی اطلاع پا کر) سیدہ مریم نے اُس سے کہا ''مجھے بیٹا کیسے ہوگا جب مجھے کسی بشر نے نہیں چھوا (کیونکہ نہ تو میں شادی شدہ ہوں) اور نہ ہی میں کوئی بدکارہ ہوں'' (مریم۔۲۰)

قَالَ كَذَٲلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ‌ۖ وَلِنَجۡعَلَهُ ۥۤ ءَايَةً لِّلنَّاسِ وَرَحۡمَةً مِّنَّا‌ۚ وَكَانَ أَمۡرًا مَّقۡضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتۡهُ فَٱنتَبَذَتۡ بِهِۦ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾

''اُس نے مریم کو کہا اس (طرح بیٹا پیدا ہونے) کا سبب یہ ہے کہ آپ کے رب نے کہا ہے ''وہ میرے لئے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے اپنی طرف سے لوگوں کے لئے ایک نشان اور رحمت بنا دیں۔ اور یہ پہلے سے طے شدہ فیصلہ ہے''۔ اس لئے انہوں نے اس (بیٹے) کا بوجھ (حمل) اٹھالیا جس کی بنا پر وہ اس (پرورش پانے والے بیٹے) کے ساتھ ایک دور جگہ الگ ہو گئیں'' (سورۃ مریم۔۲۱۔۲۲)

اور آئیں ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ مبارکہ سے ملائکہ کی گفتگو کو سنیں:

وَلَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُنَآ إِبۡرَٲهِيمَ بِٱلۡبُشۡرَىٰ قَالُواْ سَلَـٰمً۬ا‌ۖ قَالَ سَلَـٰمٌ۬‌ۖ

''اور ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس ہمارے فرشتے خوشخبری لے کر آئے اور کہا ''سلام''۔ انہوں نے بھی کہا 'سلام'

فَمَا لَبِثَ أَن جَآءَ بِعِجۡلٍ حَنِيذٍ۬ اور پھر (مہمانوں کیلئے) بھنا ہوا بچھڑا لانے میں دیر نہ کی'' (ھود۔۶۹)

فَلَمَّا رَءَآ أَيۡدِيَهُمۡ لَا تَصِلُ إِلَيۡهِ ''پھر جب انہوں نے دیکھا کہ مہمانوں نے اُس کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھائے

فَأَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ خِيفَةً۬‌ۚ قَالُواْ لَا تَخَفۡ‌ۖ اس لئے انہوں نے ان سے خوف محسوس کیا۔ انہوں نے کہا' آپ خوف نہ کریں

إِنَّآ أُرۡسِلۡنَآ إِلَىٰ قَوۡمِ لُوطٍ۬ ہم قوم لوط (علیہ السلام) کی طرف بھیجے گئے ہیں'' (ھود۔۷۰)

لوط علیہ السلام کی مجرم قوم کی جانب بھیجے جانے والے ان فرشتوں نے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو بِغُلَـٰمٍ عَلِيمٍ ایک علم والا بیٹا عطا کئے جانے کی خوشخبری دی اور ان کے پوچھنے پر قوم مجرمین پر عذاب نازل ہونے کے متعلق معلومات انہیں فراہم کی تھیں۔ یہ خوشخبری اسحاق علیہ السلام کی تھی۔ وَٱمۡرَأَتُهُ ۥ قَآٮِٕمَةٌ۬ فَضَحِكَتۡ ''اور ان کی زوجہ (محترمہ) کھڑی تھیں۔ وہ ہنس پڑیں

فَبَشَّرۡنَـٰهَا بِإِسۡحَـٰقَ وَمِن وَرَآءِ إِسۡحَـٰقَ يَعۡقُوبَ

اس لئے ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کی بیوی کو اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے بعد (پوتے) یعقوب ؑ کی'' (سورۃ ھود۔۷۱)

قَالَتْ يَـٰوَيْلَتَىٰٓ ءَأَلِدُ وَأَنَا۠ عَجُوزٌ وَهَـٰذَا بَعْلِى شَيْخًا ۖ إِنَّ هَـٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيبٌ ﴿٧٢﴾

''وہ کہنے لگیں ''ہائے افسوس! کیا میں جنوں گی جب کہ میں بڑھیا ہوں اور یہ میرا خاوند بوڑھا ہے!

بے شک یہ ایک عجیب بات ہے (ہوگی)'' (ھود۔۷۲)

فَأَقْبَلَتِ ٱمْرَأَتُهُۥ فِى صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ﴿٢٩﴾

''اِس پر اُن کی بیوی سمٹی سمٹائی (استعجاب کے عالم میں) اُن کے سامنے آگئیں اور منہ پر ہاتھ رکھا اور کہا ''ایک بانجھ بڑھیا؟''

قَالُوا۟ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْحَكِيمُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٣٠﴾

''فرشتوں نے کہا ''محترمہ آپ کے رب نے اسی طرح کہا ہے۔ بیشک وہی حکمت والا، علم والا ہے'' (الذاریات۔۲۹۔۳۰)

اللہ تعالیٰ کے رسول کا انکار کرنے کیلئے بعض لوگوں کا شکوہ، خواہش اور بہانہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسولوں سے کلام کرتا ہے لیکن ہم سے کیوں کلام نہیں کرتا، ہمیں رسالت کیوں نہیں دیتا؟ انسان اپنے رویوں میں عجیب ہے۔ انسانی ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں، اصنام کی عبادت کرتے ہیں اور یہ جاننے کے باوجود کہ وہ بولتے نہیں اور نہ بات سنتے ہیں انہیں اِلہٰ سمجھتے اور قرار دیتے ہیں۔ اور جب انہیں اللہ واحد کی طرف بلایا جاتا ہے تو یہ مطالبہ کرتے ہیں:

وَقَالَ ٱلَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا ٱللَّهُ أَوْ تَأْتِينَآ ءَايَةٌ ۗ

''اور جو لوگ (مشرکین، کتاب کا) علم نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں ''اللہ ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا

یا ہمارے پاس اس کی (کوئی) آیت کیوں نہیں آتی''

كَذَٰلِكَ قَالَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّثْلَ قَوْلِهِمْ

اِن کے قول کے مثل اِن سے قبل والے لوگ بھی یہ بات اسی طرح کہتے رہے ہیں۔

تَشَـٰبَهَتْ قُلُوبُهُمْ ۗ

اِن کے قلب بھی اُن ماضی کے لوگوں کے قلوب کے مشابہ (نفسیات اور رویہ ایک) ہیں'' (حوالہ البقرۃ۔۱۱۸)

یہ لوگ اللہ کی جانب سے وحی کے طلبگار ہیں

وَإِذَا جَآءَتْهُمْ ءَايَةٌ قَالُوا۟ لَن نُّؤْمِنَ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَآ أُوتِىَ رُسُلُ ٱللَّهِ

''اور جب ان کے پاس (رسول کے ذریعے کتاب اللہ کی) آیت آتی ہے تو کہتے ہیں ''ہم ہرگز نہیں مانیں گے

جب تک ہمیں اُن کے مثل نہ دیا جائے جیسا اللہ کے رسولوں کو دیا گیا ہے''

انہیں متنبہ فرمایا کہ وحی کو دوسروں کو پہنچانے کی ذمہ داری کس کو سونپنی ہے وہ بہتر جانتا ہے

أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُۥ

''اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنے منصب رسالت پر کسے فائز کرے'' (حوالہ الانعام۔۱۲۴)

مشرکین میں سے ان وحی کے طلبگاروں سے بھی بڑا ظالم کوئی ہے؟ ہاں!

أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ

''یا وہ جو کہتا ہے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے حالانکہ اُس کی طرف کچھ بھی وحی نہیں کیا گیا'' (حوالہ سورۃ الانعام۔۹۳)

اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُس کے کلام کو دوسروں تک پہنچانے کیلئے وحی کا نزول صرف اللہ تعالیٰ کے مختص بندوں نبیوں اور رسولوں پر ہوتا ہے اور بعد کے زمان میں دوسرے لوگوں تک صرف کتاب کی صورت میں (بَلِّغْ) پہنچتا ہے۔ اور اُس کتاب کی ہر بات، حدیث، قول شک و شبہ سے بالاتر ہوتا ہے کیونکہ وہ بیان حقیقت ہوتا ہے۔ ذَٰلِكَ ٱلْكِتَـٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ ''یہ ہے وہ کتاب جسمیں ریب کوئی نہیں'' (حوالہ البقرۃ۔۲)۔

وَإِن كُنتُمْ فِى رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا۟ بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِۦ

''اور اگر تم اِس کتاب کے بارے میں کسی تذبذب میں مبتلا ہو جسے ہم نے اپنے بندے (رسولِ کریم ﷺ) پر وقتاً فوقتاً نازل فرمایا ہے

تو جاؤ اس کے مثل ایک سورۃ ہی لے آؤ

وَٱدْعُوا۟ شُهَدَآءَكُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ

اور اس کام کے لئے سوائے اللہ کے اپنے تمام مددگاروں کو بھی مدعو کرلو'' (حوالہ البقرۃ۔۲۳)

فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا۟ وَلَن تَفْعَلُوا۟ فَٱتَّقُوا۟ ٱلنَّارَ ٱلَّتِى وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكَـٰفِرِينَ ۝٢٤

''پھر اگر تم یہ نہ کرسکو اور یقیناً تم نہیں کرسکو گے (کیونکہ کتابِ لاریب تو صرف ایک ہے)

تو بچو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر بنیں گے۔ اسے تیار کیا گیا ہے انکار کرنے والوں کیلئے'' (البقرۃ۔۲۴)

اللہ تعالیٰ کے اِس اعلان اور دعوے پر ایک پل کیلئے ہم غور و فکر کرلیں تو اندازہ ہوگا کہ اگر (معاذ اللہ) ہم یہ کہیں کہ فلاں فلاں شخص کو بھی اُس ذریعے سے کچھ ملتا ہے جس سے رسولوں کو ملتا تھا تو در حقیقت ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اِن لوگوں کی بات بھی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آیات کے مثل ہے۔ غور و فکر کے بعد ہم فیصلہ کریں کہ ایسا تصور کرنا اور کہنا کیا اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تکذیب میں شمار نہیں ہوگا؟

لیکن آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کے سنانے پر انسانوں کا ایک گروہ اسے تسلیم کرنے (اطاعت، ماننے) سے انکار اس بنیاد پر کرتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نہیں ہے بلکہ ان ؐ کی اپنی تصنیف ہے، اُن کا اپنا بیان ہے، اُن کی ''حدیث'' یعنی اپنی بات ہے:

أَمۡ يَقُولُونَ ٱفۡتَرَىٰهُۖ

''کیاوہ کہتے ہیں کہ''اس نے اسے تصنیف کرلیا ہے''

اور آقائے نامدار علیہ ﷺ سے لوگوں کو وہی دعوت اور چیلنج دینے کیلئے کہا جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو خطاب کر کے خود بھی دیا تا کہ وہ قولِ رسولِ کریم علیہ ﷺ بھی بن جائے:

قُلۡ فَأۡتُواْ بِسُورَةٖ مِّثۡلِهِۦ

''آپ (علیہ ﷺ) کہیں (اگر تمہیں گمان اور تذبذب ہے کہ اسے میں نے تصنیف کیا ہے) تو جاؤ اس کے مثل ایک سورۃ تم بھی لے آؤ

وَٱدۡعُواْ مَنِ ٱسۡتَطَعۡتُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ ۝

اور اس کام کیلئے اللہ کے سوا جسے بھی بلا سکتے ہو اسے بلا لو، اگر تم (اپنے اس قولِ گمان میں) سچے ہو''(سورۃ یونس۔۳۸)

لیکن زمان میں جھوٹے دعوے اور محض منہ/تخیل سے باتیں بنانے والوں کی کبھی کمی نہیں رہی۔اس لئے''اور اس سے بڑا ظالم کون ہے'' میں ایسے شخص کو بھی شامل فرمایا

وَمَن قَالَ سَأُنزِلُ مِثۡلَ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُۗ

(اس سے بڑا ظالم کون)''اور جس نے کہا کہ میں بھی ویسا ہی بیان کر دونگا جیسا اللہ نے نازل کیا ہے''(حوالہ الانعام۔۹۳)

وَإِذَا تُتۡلَىٰ عَلَيۡهِمۡ ءَايَٰتُنَا قَالُواْ قَدۡ سَمِعۡنَا لَوۡ نَشَآءُ لَقُلۡنَا مِثۡلَ هَٰذَآۙ

''اور جب انہیں ہماری آیتیں سنائی گئیں تو انہوں نے کہا''ہم نے سن لیا ہے۔اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس کی مانند کہہ دیں

إِنۡ هَٰذَآ إِلَّآ أَسَٰطِيرُ ٱلۡأَوَّلِينَ

کہ یہ تو محض اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں''(سورۃ الانفال۔۳۱)

کلام اللہ کے اثر کو زائل کرنے کیلئے یہ لوگ اپنے دام فریب میں پھنسے ہوئے لوگوں کے سامنے یہ جھوٹا دعویٰ کرتے تھے۔یہ محض ان کے منہ کی بات تھی ایسا کر کے دکھاتے نہیں تھے اور اس خیال سے کہ کوئی انہیں دعوی پر عمل کر کے دکھانے کا نہ کہہ دے خود ہی یہ بھی پکارتے تھے:

وَإِذۡ قَالُواْ ٱللَّهُمَّ إِن كَانَ هَٰذَا هُوَ ٱلۡحَقَّ مِنۡ عِندِكَ فَأَمۡطِرۡ عَلَيۡنَا حِجَارَةٗ مِّنَ ٱلسَّمَآءِ أَوِ ٱئۡتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٖ ۝٣٢

''اور جب انہوں نے کہا''اے اللہ! اگر یہ (قرآنِ مجید جو یہ سنا رہے ہیں) تیری طرف سے بیان حقیقت ہے تو

ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر دردناک عذاب لا''(الانفال۔۳۲)

وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ ٱللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ

''مگر اللہ نے اسے مناسب نہیں سمجھا کہ انہیں عذاب دیتا جب آپ (ﷺ) اُن میں موجود تھے
اور اللہ انہیں عذاب دینے والا نہ تھا جب ان میں وہ لوگ بھی تھے جو بخشش بھی مانگ رہے تھے'' (الانفال۔۳۳)

اللہ تعالیٰ سے رسولوں کو کلام اور علم ملتا ہے اور جو کچھ انہوں نے لوگوں سے بیان کیا ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہوتی ہیں۔اب اگر کوئی شخص کسی کی باتوں کے متعلق یہ کہے کہ اُسے وہیں سے ملی تھیں جہاں سے نبیوں کو ملا تھا تو حقیقت میں اِن لوگوں کے متعلق کیا وہ یہ نہیں کہہ رہا ''ہم نے سن لیا ہے۔اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس کی مانند کہہ دیں''۔اگر رسولوں اور دوسرے لوگوں کا اُن کی کہی ہوئی باتوں کے حوالے سے ذریعہ ایک تصور کر لیا جائے تو پھر ان دونوں کی کہی ہوئی باتوں کو ایک دوسرے کے مانند سمجھنے سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کی اس روش کا بتانے سے پہلے اہل ایمان کو یہ نصیحت کی ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن تَتَّقُواْ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ (حوالہ الانفال۔۲۹)

''اے مدعیان ایمان! اگر تم اللہ کا ڈر رکھو گے تو وہ تمہیں ممتاز کرے گا اور تم سے تم تمہاری بدحالیاں دور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا''

اہل علم وفکر، دانا و بینا، اہل ایمان کی بنیادی پہچان ہی یہ ہے کہ وہ ''فرق'' کو دیکھتے ہیں اور اسی بناء پر ''فُرقَانًا'' ممتاز ہوں گے۔عربی زبان کے مادہ ''ف رق'' کے بنیادی معنی سر کی مانگ ہیں جس سے دونوں طرف کے بال الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ابن فارس نے کہا ہے کہ اس مادے کے بنیادی معنی ایک چیز کو دوسری چیز سے جدا کرنا اور الگ کر دینا ہیں۔علیحدہ ہونا، جدا کرنا، فیصلہ کرنا، بات کو واضح طور پر الگ الگ کر کے بیان کرنا۔سر کی مانگ ممتاز ہے، کسوٹی ہے۔مانگ کے دائیں طرف کے بال کو کوئی بائیں طرف کا بال قرار نہیں دے سکتا اور بائیں طرف کے بال کو دائیں طرف کا اور جو ایسا کرے گا اندھا، ضدی، ہٹ دھرم، جاہل، گنوار کہلائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُس کے کلام کو دوسروں تک پہنچانے کیلئے وحی کا نزول صرف مختص بندوں نبیوں اور رسولوں پر ہوتا ہے اور بعد کے زمان میں دوسرے لوگوں تک صرف کتاب کی صورت میں (بَــــلَــــغَ) پہنچتا ہے۔اس کے علاوہ کوئی دوسرا انداز قابل اعتماد نہیں کیونکہ ''قول'' کو تلفظ کیا جاتا ہے یعنی پھینکا جاتا ہے، ڈال دیا جاتا ہے اور اسے اٹھانا، دل و دماغ میں لے جانا دوسرے انسانوں کا اپنا فعل ہے۔ قول کسی حدیث کو بیان کرتا ہے اور اس کا انداز سینے سے نکال کر زبان اور ہونٹوں کے ذریعے اسے ہوا میں پھینک دینا ہوتا ہے۔زبان اور ہونٹوں سے نکلے ہوئے قول کی حیثیت، سند (credibility, authenticity) اور اعتبار کرنے اور اسے ماننے کے حوالے سے پیمانہ کیا ہے؟

أَمْ لَكُمْ كِتَٰبٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ﴿٣٧﴾

''کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو؟'' اور خارج از کتاب بات کے متعلق فرمایا

سَلْهُمْ أَيُّهُم بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ ﴿٤٠﴾

''اِن سے پوچھو کہ اِن میں سے کون اس بات کا ضامن بنتا ہے؟'' (القلم۔۳۷،۴۰)

خارج از کتاب بات (حدیث/قول) کیلئے کوئی ضامن بننے کو تیار نہیں ہوتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے لوگوں سے یہی فرمایا کہ وہ ان کی اطاعت کریں، ان کی اُس بات کو مانیں جو انہیں کتاب میں سے وحی کی گئی ہے۔

مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَ ۖ وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ﴿٨٠﴾

''جس نے رسول (کریم ﷺ) کی بات مانی (اطاعت) تو اس نے یقیناً اللہ کی بات مانی (اطاعت)۔

اور جس نے منہ پھیر لیا تو بہر حال ہم نے آپ (ﷺ) کو ان لوگوں پر بطور نگہبان تو بھیجا نہیں'' (النساء۔۸۰)

وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ مَآ أَشْرَكُوا۟ ۗ وَمَا جَعَلْنَٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ وَمَآ أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ﴿١٠٧﴾

'اور اگر اللہ روکنا چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے مگر ہم نے آپ (ﷺ) کو ان پر نگہبان نہیں بنایا اور نہ آپ ان کے ذمہ دار ہیں' (الانعام۱۰۷)

إِنَّآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ لِلنَّاسِ بِٱلْحَقِّ ۖ فَمَنِ ٱهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِۦ ۖ

وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَآ أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ﴿٤١﴾

''ہم نے آپ (ﷺ) پر لوگوں کیلئے کتاب کو نازل فرمایا ہے سچائی اور حقیقت (اپنے غیر محدود علم) کے ساتھ۔ اس لئے اب جو (اس میں بتائی گئی صحیح) راہ پر چلا سو اپنی ذات ہی کیلئے چلے گا۔ اور جو غافل رہا وہ صرف اپنے خلاف ہی بھٹکے گا۔

اور آپ (ﷺ) ان پر نگران اور ذمہ دار نہیں'' (الزمر۔۴۱)

وَٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهُ حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ وَمَآ أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ﴿٦﴾

''اور جن لوگوں نے اِس کے علاوہ اولیاء اختیار کر رکھے ہیں اللہ ان کا نگران ہے، مگر آپ (ﷺ) ان کے ذمہ دار نہیں ہیں'' (الشوریٰ ٦)

فَإِنْ أَعْرَضُوا۟ فَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ

(اپنے رب کی بات کا جواب دو، تسلیم کرو) ''پھر اگر وہ کنارہ کر جاتے ہیں تو ہم نے آپ (ﷺ) کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا۔

إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا ٱلْبَلَٰغُ ۗ آپ کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے'' (حوالہ الشوریٰ۔۴۸)

اللہ تعالیٰ نے آقائے نامدار، رسول کریم ﷺ سے فرمایا کہ ان کی ذمہ داری (بوجھ) لوگوں تک کتاب کو (بذریعہ قول و تحریر) پہنچانا ہے اور

لوگوں کے جواب اور ردِ عمل اور روش کو دیکھنے کیلئے بطور نگہبان (حَفِيظًا) اور وکیل یعنی نگران، ذمہ دار نہیں ہیں۔ اور آقائے نامدار ﷺ نے اپنے سامنے موجود لوگوں اور تمام انسانیت کو اپنے متعلق یوں واشگاف الفاظ میں واضح کر دیا ہوا ہے:

وَكَذَّبَ بِهِۦ قَوْمُكَ وَهُوَ ٱلْحَقُّ ۚ قُل لَّسْتُ عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ﴿٦٦﴾

''مگر آپ (ﷺ) کی قوم نے اسے جھٹلا دیا ہے حالانکہ وہ بیانِ حقیقت ہے۔ آپ کہہ دیں ''میں تمہارا ذمہ دار (وکیل) نہیں۔

لِّكُلِّ نَبَإٍ مُّسْتَقَرٌّ ۚ وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٦٧﴾

ہر خبر (کے وقوع پذیر ہونے) کا ایک وقت ہے اور تم جلدی جان لوگے'' (الانعام۔۶۶۔۶۷)

قَدْ جَآءَكُم بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَنْ عَمِىَ فَعَلَيْهَا ۚ

(آپ ﷺ فرمائیں) ''بیشک تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں کھول دینے والا (قرآنِ مجید) آ گیا ہے،

اب جو دیکھتا ہے وہ اس کے اپنے لئے ہے اور جو اندھا رہا اس کا وبال اسی پر ہوگا

وَمَآ أَنَا۠ عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ۝

اور میں تمہارا کچھ نگہبان نہیں'' (الانعام۔۱۰۴)

قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنِ ٱهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِى
لِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَآ أَنَا۠ عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ﴿١٠٨﴾

آپ (ﷺ) کہہ دیں ''اے لوگو! تمہارے رب کی جانب سے بیان حقیقت آ گیا ہے، اب جو راہ پر چلا تو وہ اپنے لئے چلے گا،
اور جو اس سے غافل رہا تو وہ اپنے خلاف ہی بھٹکے گا اور میں تمہارا کچھ ذمہ دار (وکیل) نہیں'' (یونس۔۱۰۸)

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں پر اپنی آیات، کتاب محض اُن کی اپنی ذات کیلئے وحی نہیں فرماتے بلکہ لوگوں کی رہنمائی، ہدایت کیلئے کتاب ہوتی ہے

وَلَقَدْ أَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ ءَايَٰتٍ مُّبَيِّنَٰتٍ

''اور ہم نے تم لوگوں پر واضح آیتیں نازل کر دی ہیں'' (حوالہ النور۔۳۴)

یہاں خطاب تمام انسانوں سے ہے۔ کتاب تمام انسانوں کیلئے ہے۔

وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ (حوالہ النحل۔۴۴)

''اور آپ (ﷺ) کی طرف یہ ذکر اتارا ہے تاکہ لوگوں پر واضح کر دیں جو اُن کیلئے نازل کیا گیا ہے، اور شاید وہ اس پر تفکر کریں''

اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے اپنے نبیوں اور رسولوں کو لوگوں تک پہنچانے کیلئے ''الذکر'' یعنی کتاب دیتے ہیں جس کے ذریعے لوگوں کو وہ اُسے ماننے اور اُس پر عمل پیرا ہونے پر بہترین فلاح والے انجام کی خوشخبری دیتے اور غفلت سے ایسے لوگوں کو بیدار اور خبردار کرتے تھے جنہیں زمان میں من گھڑت اور اختراع کی روایتوں نے اپنے حصار کے شکنجے میں کَس کر اس قدر ذہنی اور فکری جمود کا شکار کیا ہوتا تھا جیسے اُن مردوں کی مانند ہوں جو سننے اور دیکھنے کی صلاحیت موقوف / ماؤف ہو جانے پر عقل کے استعمال پر قادر نہیں رہتے۔ ''بَعَثَ'' کے معنی اور مفہوم بھی یہی ہے کہ اُس رکاوٹ کو دور کر دینا جو ارادہ و اختیار میں حائل ہو کر انسان کو مُردوں کی صف میں لا کھڑا کرتی ہے۔ اِس کے معنی پرانی والی اصلی حالت کو بحال REVIVE کرنا ہیں۔

فَبَعَثَ ٱللَّهُ ٱلنَّبِيِّـۧنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ ٱلۡكِتَـٰبَ بِٱلۡحَقِّ حوالہ البقرۃ-۲۱۳)

''پھر اللہ نے نبیوں کو خوشخبری دینے اور خبردار کرنے کیلئے مبعوث فرمایا اور ان تمام کے ساتھ کتاب کو نازل کیا حقیقت بیان کرتے ہوئے''

مَعَهُمُ (ان نبیوں کے ساتھ) سے واضح ہے کہ کوئی ایک نبی بھی ایسے نہیں جن کے ساتھ کتاب نازل نہ ہوئی ہو۔ تمام کے تمام نبیوں کے ساتھ کتاب نازل ہوئی۔ نبی اور رسول میں فرق نہیں ہوتا

وَمَا نُرۡسِلُ ٱلۡمُرۡسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ

''اور ہم نے رسولوں کو نہیں بھیجا سوائے مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ کے طور پر'' (حوالہ الانعام-۴۸، الکہف-۵۶)

لَقَدۡ أَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِٱلۡبَيِّنَـٰتِ وَأَنزَلۡنَا مَعَهُمُ ٱلۡكِتَـٰبَ

''ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل دے کر بھیجا اور ہم نے ان سب کے ساتھ کتاب کو نازل کیا'' (حوالہ الحدید-۲۵)

اللہ تعالیٰ صرف اپنے چنے ہوئے مختص بندوں یعنی نبیوں کو بذریعہ وحی کتاب عطا فرماتا تھا جنہیں وقت / زمان کے اُس مقام پر فرائض رسالت تفویض کیے جاتے تھے جب وہ بھرپور جوان مرد بن چکے ہوتے تھے۔ نبی اور رسول میں فرق نہیں نبی اور رسول ایک ہی ہستی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا مختص کیا ہوا بندہ یعنی نبی اپنی پیدائش سے لے کر اُس وقت تک صرف نبی کہلاتا ہے جب تک بھرپور جوان مرد بننے پر انہیں رسالت کے فرائض سونپ نہیں دیئے جاتے۔ اور بھرپور جوان ہونے پر فرائض رسالت سونپ کر لوگوں کیلئے مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ کے طور پر بھیجے جانے پر رَسُولًا نَّبِيًّا کہلاتے ہیں کیونکہ رسول بننے سے قبل نبی ہیں۔

أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ (حوالہ الاعراف۔۶۳)

أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ

''مگر تم حیران ہوتے ہو کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کے ذریعے سے نصیحت آئی ہے
تا کہ تمھیں خبر دار کرے'' (حوالہ الاعراف۔۶۹)

أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ رَجُلٍ مِّنْهُمْ أَنْ أَنذِرِ ٱلنَّاسَ وَبَشِّرِ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟
أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِندَ رَبِّهِمْ قَالَ ٱلْكَٰفِرُونَ إِنَّ هَٰذَا لَسَٰحِرٌ مُّبِينٌ ﴿٢﴾

''کیا لوگوں کیلئے باعث حیرانی ہے کہ ہم نے اُن ہی میں سے ایک مرد کی طرف وحی کی ہے کہ لوگوں کو خبر دار کریں اور ایمان والوں کو خوشخبری
دیں کہ اُن کیلئے اُن کے رب کے پاس عمدہ مقام ہے۔ کافر کہتے ہیں ''یہ تو صریح جھوٹ ہے'' (یونس۔۲)

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِىٓ إِلَيْهِم مِّنْ أَهْلِ ٱلْقُرَىٰٓ

''اور آپ (ﷺ) سے قبل بھی ہم نے بستیوں کے رہنے والوں میں مردوں کو ہی بھیجا جنہیں ہم وحی کرتے تھے'' (حوالہ یوسف۔۱۰۹)

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِىٓ إِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٤٣﴾
وَمَآ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِىٓ إِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٧﴾

''اور آپ (ﷺ) سے قبل بھی ہم نے مردوں ہی کو جنہیں ہم وحی کرتے تھے (واضح دلائل اور صحیفوں کے ساتھ) بھیجا۔
اے لوگو! اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے'' (النحل۔۴۳: الانبیاء۔۷)

کسی بھی بشر کو رَجُلٍ صرف اس وقت کہا جاتا ہے جب عنفوان شباب سے نکل کر بھرپور جوانی کی عمر میں پہنچ کر وہ مکمل مرد بن چکا ہوتا ہے۔
اور پیدائش سے رسول بننے کی اِس عمر تک پہنچنے تک اللہ تعالیٰ کا مختص بندہ نبی ہوتا ہے اور بھرپور بلوغت میں رَسُولًا نَّبِيًّا۔
نبی اور رسول کو وحی کے ذریعے ماضی اور مستقبل کی خبریں اور معاملات کو سنبھالنے اور انجام دینے کیلئے اطلاعات/ہدایات دی جاتی ہیں:

ذَٰلِكَ مِنْ أَنۢبَآءِ ٱلْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ (حوالہ آلِ عمران۔۴۴، یوسف۔۱۰۲)

''یہ غیب (بیتے زمانے) کی کچھ خبروں میں سے ہے جو (اے رسولِ کریم) ہم آپ (ﷺ) کی طرف وحی کر رہے ہیں''

تِلْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ ٱلْغَيْبِ نُوحِيهَآ إِلَيْكَ مَا كُنتَ تَعْلَمُهَآ أَنتَ وَلَا قَوْمُكَ مِن قَبْلِ هَٰذَا

''یہ غیب (بیتے زمانے) کی کچھ خبروں میں سے ہے جو (اے رسولِ کریم) ہم آپ (ﷺ) کی طرف وحی کر رہے ہیں
اس سے قبل آپ انہیں نہیں جانتے تھے اور نہ ہی آپ کی قوم انہیں جانتی تھی'' (حوالہ ھود۔۴۹)

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کی جانب وحی فرمائی

إِنَّآ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ كَمَآ أَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰ نُوحٖ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعۡدِهِۦۚ

''(اے رسولِ کریم) ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف وحی بھیجی ہے جس طرح نوح (علیہ السلام)

اور اُن کے بعد آنے والے انبیاء کرام (علیہم السلام) کی طرف بھیجی تھی۔

وَأَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰٓ إِبۡرَٰهِيمَ وَإِسۡمَٰعِيلَ وَإِسۡحَٰقَ وَيَعۡقُوبَ وَٱلۡأَسۡبَاطِ

اور جیسے ہم نے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اولادِ یعقوب کو وحی کی۔

وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَٰرُونَ وَسُلَيۡمَٰنَۚ وَءَاتَيۡنَا دَاوُۥدَ زَبُورٗا (حوالہ النساء۔۱۶۳)

اور عیسیٰ، ایوب، یونس، ھارون اور سلیمان (علیہم السلام) کی طرف وحی بھیجی۔ اور ہم نے داود (علیہ السلام) کو (کتاب) زبور عطا کی

وَأَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنۡ أَلۡقِ عَصَاكَۖ فَإِذَا هِيَ تَلۡقَفُ مَا يَأۡفِكُونَ ﴿١١٧﴾ (الاعراف۔۱۱۷)

''اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی طرف وحی کی کہ اپنا عصا ڈال دے۔ پھر لو! جو جھوٹ انہوں نے بنایا تھا اسے وہ نگلنے لگا''

وَأَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ إِذِ ٱسۡتَسۡقَىٰهُ قَوۡمُهُۥٓ أَنِ ٱضۡرِب بِّعَصَاكَ ٱلۡحَجَرَۖ (حوالہ الاعراف۔۱۶۰)

''اور جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے پانی مانگا تو ہم نے انہیں اپنے عصا سے ایک مخصوص پتھر کو سرکانے کیلئے وحی کی''

وحی اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی اور رسول سے رابطہ قائم کرنا ہے جس میں انہیں اُن کی اپنی ذات کیلئے اور لوگوں تک پہنچانے والی بات کہتا ہے

وَإِذِ ٱسۡتَسۡقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوۡمِهِۦ فَقُلۡنَا ٱضۡرِب بِّعَصَاكَ ٱلۡحَجَرَۖ

''اور جب قوم کیلئے موسیٰ علیہ السلام نے پانی مانگا تو ہم نے انہیں اپنے عصا سے ایک مخصوص پتھر کو سرکانے کیلئے کہا'' (حوالہ البقرۃ۔۶۰

وَأَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَن تَبَوَّءَا لِقَوۡمِكُمَا بِمِصۡرَ بُيُوتٗا

'اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بھائی کی طرف وحی کی کہ ''تم دونوں اپنی قوم کیلئے مصر میں موافق وساز گار گھروں کی نشاندہی

وَٱجۡعَلُواْ بُيُوتَكُمۡ قِبۡلَةٗ وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَۗ

اور اپنے ان گھروں کو تم قِبۡلَةٗ مقرر کرلو۔ اور نماز قائم کریں'' (حوالہ یونس۔۸۷)

وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُۥ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ إِلَّا مَن
قَدْ ءَامَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا۟ يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَٱصْنَعِ ٱلْفُلْكَ
بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَٰطِبْنِى فِى ٱلَّذِينَ ظَلَمُوٓا۟ ۚ إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ﴿٣٧﴾

''اورنوح (علیہ السلام) کی طرف وحی کی گئی کہ ''تیری قوم میں سے سوائے ان کے جو ایمان لاچکے ہیں اور کوئی ایمان نہ لائے گا۔ سو جو وہ کچھ وہ کرتے ہیں اس پر افسوس نہ کر۔ اور ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا، اور ظالموں کے بارے میں مجھے مخاطب نہ کرنا۔ وہ غرق ہونے والے ہیں'' (ھود۔ ۳۶۔ ۳۷)

وَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُم مِّنْ أَرْضِنَآ أَوْ لَتَعُودُنَّ فِى مِلَّتِنَا ۖ۔

''اور انکار کرنے والے سرداروں نے ان کے رسولوں کے متعلق لوگوں سے کہا ''ہم تم لوگوں کو اپنے ملک سے نکال کر رہیں گے۔ یا تم لوگ ہمارے طریقے پر لوٹ آؤ''

فَأَوْحَىٰٓ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ ٱلظَّٰلِمِينَ ٥

اس لئے اُن رسولوں پر ان کے رب نے وحی کی کہ ''ہم ظالموں کو ضرور ہلاک کردیں گے

وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ ٱلْأَرْضَ مِنۢ بَعْدِهِمْ ۚ

اور ان کے بعد تمہیں زمین میں آباد کریں گے'' (حوالہ سورۃ ابراہیم۔ ۱۳۔ ۱۴)

وَأَنَا ٱخْتَرْتُكَ فَٱسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰٓ ﴿١٣﴾

(موسیٰ علیہ السلام کو آواز آئی) ''اور میں نے تجھے چن لیا ہے۔ اس لئے غور سے سن جو تجھے وحی کیا جاتا ہے'' (طٰہٰ۔ ۱۳)

نبیوں اور رسولوں کو بھیجے جانے والی وحی ایسا رابطہ نہیں جو تیز اشارے اور تیزی سے حرکت کرتے ہوئے پروں جیسی بھنبھناہٹ ہو بلکہ آواز اور الفاظ پر مشتمل رابطہ ہے۔ منہ سے بولی جانے والی دنیا کی کوئی بھی زبان ہمیشہ آواز اور الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے۔ وحی کے متعلق واضح فرمایا:

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِۦ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۖ (حوالہ ابراہیمؑ۔ ۴)

''اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا سوائے اس قوم کی زبان میں پیغام دے کرتا کہ اُن لوگوں کیلئے (حکم) متعین اور واضح ہو''

إِنَّا قَدْ أُوحِىَ إِلَيْنَآ أَنَّ ٱلْعَذَابَ عَلَىٰ مَن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿٤٨﴾

(موسیٰ اور ھارون علیہ السلام نے کہا) ''ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ عذاب اس پر آئے گا جس نے جھٹلایا اور منہ موڑ لیا'' (طٰہٰ۔ ۴۸)

وَلَقَدْ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِى فَٱضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِى ٱلْبَحْرِ
يَبَسًا لَّا تَخَٰفُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ ﴿٧٧﴾

''اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو وحی کی کہ میرے بندوں کو رات کے وقت لے چل، اوران کیلئے سمندر میں خشک راستہ نمایاں کر، ن
تعاقب کئے جانے سے خوف زدہ ہونا اور نہ کوئی اور اندیشہ رکھنا'' (طٰہٰ۔۷۷)

وَجَعَلْنَٰهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِمْ فِعْلَ ٱلْخَيْرَٰتِ
وَإِقَامَ ٱلصَّلَوٰةِ وَإِيتَآءَ ٱلزَّكَوٰةِ ۖ وَكَانُوا۟ لَنَا عَٰبِدِينَ ﴿٧٣﴾

''اور ہم نے انہیں (ابراہیم، لوط، اسحاق، یعقوب، موسیٰ، ھارون علیہم السلام) امام بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق راہنمائی کرتے اور
ہم نے ان کی طرف بھلائی کے کام کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وحی کی، اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے'' (الانبیاء۔۷۳

فَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِ أَنِ ٱصْنَعِ ٱلْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا

''اس لئے ہم نے نوحؑ کی طرف وحی کی کہ ''ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا'' (حوالہ المومنون۔۲۷)

وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِىٓ إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ﴿٥٢﴾

''اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو وحی کی کہ میرے بندوں کو رات کے وقت لے چل، تم لوگوں کا تعاقب کیا جائے گا'' (الشعراء۔۵۲)

وْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنِ ٱضْرِب بِّعَصَاكَ ٱلْبَحْرَ ۖ فَٱنفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَٱلطَّوْدِ ٱلْعَظِيمِ

'اس لئے ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو وحی کی کہ اپنی لاٹھی سمندر پر مار۔ چنانچہ وہ پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا بڑے پہاڑ کی طرح تھا' (الشعراء۔۶۳

اور آئیں اب اُن آیات مبارکہ کو دیکھتے ہیں جن میں خاتم النبیین آقائے نامدار رسول کریم ﷺ کو وحی بھیجنے کا ذکر ہے:

وَأُوحِىَ إِلَىَّ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانُ لِأُنذِرَكُم بِهِۦ وَمَنۢ بَلَغَ

''اور مجھ پر وحی کیا گیا ہے یہ قرآنِ مجید تا کہ اس کے ساتھ میں اپنے سامنے موجود تم لوگوں کو خبردار کروں
اوراُن (اپنے سامنے غیر موجود بعد کی نسلوں کے) لوگوں کو بھی اس کے ساتھ خبردار کروں جنہیں یہ قرآنِ مجید پہنچا'' (حوالہ الانعام۔۱۹

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعۡضَ مَا يُوحَىٰٓ إِلَيۡكَ وَضَآئِقُۢ بِهِۦ صَدۡرُكَ أَن يَقُولُواْ لَوۡلَآ أُنزِلَ عَلَيۡهِ كَنزٌ أَوۡ جَآءَ مَعَهُۥ مَلَكٌۚ إِنَّمَآ أَنتَ نَذِيرٌۚ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ وَكِيلٌ ﴿۱۲﴾

''شاید آپ کا سینہ اس سبب سے پریشانی، فکر محسوس کرے کہ (آسودہ حال ہونے پر انسان) اس میں سے بعض کو چھوڑ دے گا جو آپ (ﷺ) کی طرف وحی کیا جاتا ہے اور اس لئے بھی کہ (آسودہ حال لوگ) یہ نہ کہہ دیں ''کیوں ان پر کوئی خزانہ نہیں اترا، یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ آیا؟''۔ (اس بات سے آپ کیوں فکر مند ہوں؟)

بیشک آپ (ﷺ) تو سوائے اس کے (ذمہ دار) نہیں کہ خبردار کرنے والے ہیں، اور اللہ ہی ہر شئے پر نگران ہے'' (ھود۔۱۲)

نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَيۡكَ أَحۡسَنَ ٱلۡقَصَصِ بِمَآ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانَ

''ہم آپ (ﷺ) کو ایک بہترین قصہ سناتے ہیں اِس قرآنِ مجید میں جو ہم نے آپ (ﷺ) پر وحی کیا ہے

وَإِن كُنتَ مِن قَبۡلِهِۦ لَمِنَ ٱلۡغَٰفِلِينَ ٥

اور اس سے قبل آپ ان میں سے تھے جو اس قصے کے بارے میں (حقائق) نہیں جانتے تھے'' (سورۃ یوسفؑ۔۳)

كَذَٰلِكَ أَرۡسَلۡنَٰكَ فِيٓ أُمَّةٖ قَدۡ خَلَتۡ مِن قَبۡلِهَآ أُمَمٞ لِّتَتۡلُوَاْ عَلَيۡهِمُ ٱلَّذِيٓ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ

''اسی طرح ہم نے آپ کو ایک امت میں بھیجا ہے جس میں سے کئی نسلیں پہلے گزر چکی ہیں تاکہ اُن کو وہ پڑھ کر سنائیں جو ایک (قرآنِ مجید) ہم نے آپ پر وحی کیا ہے'' (حوالہ الرعد۔۳۰)

ثُمَّ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ أَنِ ٱتَّبِعۡ مِلَّةَ إِبۡرَٰهِيمَ حَنِيفٗاۖ

''بعد ازاں ہم نے آپ (ﷺ) کو وحی کیا ہے کہ ابراہیم (علیہ السلام) یکسو کے طریقے کی اتباع کریں'' (حوالہ النحل۔۱۲۳)

ذَٰلِكَ مِمَّآ أَوۡحَىٰٓ إِلَيۡكَ رَبُّكَ مِنَ ٱلۡحِكۡمَةِۗ

''یہ دانائی کی وہ باتیں ہیں جو تیرے رب نے تیری طرف وحی کی ہیں'' (حوالہ الاسراء۔۳۹)

وَإِن كَادُواْ لَيَفۡتِنُونَكَ عَنِ ٱلَّذِيٓ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ لِتَفۡتَرِيَ عَلَيۡنَا غَيۡرَهُۥۖ

''اور (اے رسولِ کریم ﷺ!) اُن کا ارادہ آپ کو آزمانے کا تھا اُس ایک (قرآن مجید) کے متعلق جو ہم نے آپ (ﷺ) کو وحی کیا ہے (جب انہوں نے کہا) کہ آپ کچھ اختراع کر لیں جو اِس قرآن سے غیر (علاوہ) ہو۔

وَإِذٗا لَّٱتَّخَذُوكَ خَلِيلٗا

اور اگر آپ (ﷺ) نے ان کی خواہش مان لی ہوتی تو انہوں نے آپ کو دوست بنا لیا ہوتا'' (الاسراء۔۷۳)

كَادُوْا۔ جمع مذکر غائب۔ قریب تھے، جو کسی شئے کے قریب ہوتا ہے وہ اس کا ارادہ کہلاتا ہے۔ ''هَمَّتْ'' کے معنی بھی ارادہ کر لینا ہیں۔

وَلَوْلَآ أَن ثَبَّتْنَٰكَ لَقَدْ كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيلًا ﴿٧٤﴾

"اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو (یہ ارادہ کرنے والوں کا خیال رنقطہ نظر تھا) شاید کہ ان کی طرف معمولی جھکاؤ کی کوئی تدبیر کرتا" (الاسراء۔۷۴)۔لوگوں کی اس حرکت کے متعلق پہلے یوں بتایا ہے

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ءَايَاتُنَا بَيِّنَٰتٍ

"اور جب انہیں ہماری واضح آیتیں سنائی جاتی ہیں

قَالَ ٱلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَآءَنَا ٱئْتِ بِقُرْءَانٍ غَيْرِ هَٰذَآ أَوْ بَدِّلْهُ

تو وہ لوگ جو ہمیں ملنے کی توقع نہیں رکھتے کہتے ہیں "اس قرآن کے غیر (علاوہ) کوئی قرآن لے آئیں یا اس قرآن کو بدل دیں"۔

اور آئیں اپنے آقا، آقائے نامدار ﷺ کے فرمان کو سنیں کہ بصر اور بصیرت وہ نہیں ہوتی جسے اپنے عقل وفہم سے ہم صحیح سمجھتے ہیں

قُلْ مَا يَكُونُ لِىٓ أَنْ أُبَدِّلَهُۥ مِن تِلْقَآئِ نَفْسِىٓ (حوالہ یونس۔۱۵)

"آپ ﷺ جواب میں فرمائیں "مجھے روا نہیں کہ میں اپنی بصیرت وادراک (perception) سے قرآن کو بدل دوں"

قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَىَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ

آپ (ﷺ) فرمائیں "میں تم جیسا بشر ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے، تمہارا معبود معبودِ واحد ہے" (حوالہ الکہف۔۱۱۰، فصلت۔۶)

وَلَا تَعْجَلْ بِٱلْقُرْءَانِ مِن قَبْلِ أَن يُقْضَىٰٓ إِلَيْكَ وَحْيُهُۥ ۖ وَقُل رَّبِّ زِدْنِى عِلْمًا

"اور آپ (ﷺ) قرآن (مجید کو پڑھ لینے) میں جلدی نہ کریں اس سے قبل کہ آپ پر وحی پوری نہ کردی جائے اور کہیں "میرے رب! میرا علم زیادہ کر" (حوالہ طٰہٰ۔۱۱۴)

قُلْ إِنَّمَآ أُنذِرُكُم بِٱلْوَحْىِ

"آپ (ﷺ) کہہ دیں "میں تو تم لوگوں کو وحی کے ذریعے سے ہی خبردار کرتا ہوں" (حوالہ الانبیاء۔۴۵)

قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰٓ إِلَىَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٨﴾ (الانبیاء۔۱۰۸)

"آپ (ﷺ) فرمائیں "میری طرف تو بس یہ وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا الٰہ صرف واحد الٰہ ہے، تو کیا تم مسلم بنو گے؟"

قُلْ إِن ضَلَلْتُ فَإِنَّمَآ أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِى ۖ وَإِنِ ٱهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِىٓ إِلَىَّ رَبِّىٓ

"آپ (ﷺ) کہیں "اگر (معاذ اللہ) میں بھٹکا ہوا ہوں تو میں اپنے خلاف ہی بھٹکا ہوں۔

اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو اس سبب سے ہوں جو میرے رب نے میری طرف وحی (قرآنِ مجید) کیا ہے" (حوالہ سباء۔۵۰)

وَٱلَّذِيٓ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ مِنَ ٱلۡكِتَٰبِ هُوَ ٱلۡحَقُّ مُصَدِّقٗا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِۗ

''اور کتاب میں سے ایک (قرآنِ مجید) ہم نے آپ (ﷺ) کی جانب وحی کیا ہے وہ (قرآنِ مجید) بیانِ حقیقت ہے،

اس کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے قبل نازل کیا گیا تھا (اس کے سامنے ہے)'' (حوالہ فاطر۔۳۱)

إِن يُوحَىٰٓ إِلَيَّ إِلَّآ أَنَّمَآ أَنَا۠ نَذِيرٞ مُّبِينٌ ۝٧٠

''کہ مجھے تو صرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ میں فقط ایک دوٹوک خبردار کرنے والا ہوں'' (صٓ۔۷۰)

كَذَٰلِكَ يُوحِيٓ إِلَيۡكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكَ ٱللَّهُ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ ۝٣

''اس طرح آپ (ﷺ) کی طرف وحی کرتا ہے جس طرح غالب و دانا اللہ نے آپ سے قبل لوگوں کی طرف وحی کیا تھا'' (الشوریٰ۔۳)

وَكَذَٰلِكَ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ قُرۡءَانًا عَرَبِيّٗا لِّتُنذِرَ أُمَّ ٱلۡقُرَىٰ وَمَنۡ حَوۡلَهَا

''اور اس طرح ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف وحی کیا ہے عربی زبان میں قرآن (مجید)

تاکہ آپ مادرِ شہر (مکہ مکرمہ) اور اسکے گرد والوں کو خبردار کریں'' (حوالہ الشوریٰ۔۷)

وَكَذَٰلِكَ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ رُوحٗا مِّنۡ أَمۡرِنَاۚ

''اور اسی طرح (رسول کے ذریعے اور افقِ اعلیٰ سے اوپر قربتوں کے مقام پر خود)

ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف اپنے امر کی روح (قرآنِ مجید) وحی کیا ہے۔

مَا كُنتَ تَدۡرِي مَا ٱلۡكِتَٰبُ وَلَا ٱلۡإِيمَٰنُ

آپ (ﷺ) اس کوشش میں نہیں تھے کہ (نزول) کتاب اور اس پر ایمان لانا کیا ہے'' (حوالہ الشوریٰ۔۵۲)

وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلۡهَوَىٰٓ ۝٣ إِنۡ هُوَ إِلَّا وَحۡيٞ يُوحَىٰ ۝٤ (النجم۔۳۔۴)

''اور نہ وہ اپنی خواہش (تخیل) سے لوگوں سے بات کرتے ہیں بیشک یہ (بات جو وہ بیان کر رہے ہیں) ایک وحی ہے جو کی جاتی ہے''

فَأَوۡحَىٰٓ إِلَىٰ عَبۡدِهِۦ مَآ أَوۡحَىٰ ۝١٠

''اس لئے (افقِ اعلیٰ سے اوپر قربتوں کے مقام پر خود) اُس نے اپنے بندے کو وہ وحی کیا جو اُس نے بتایا'' (النجم۔۱۰)

قُلۡ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ ٱسۡتَمَعَ نَفَرٞ مِّنَ ٱلۡجِنِّ فَقَالُوٓاْ إِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡءَانًا عَجَبٗا ۝١

''آپ (ﷺ) بتائیں کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے سنا تو (اپنی قوم کو) کہا ''ہم نے دلپسند قرآن سنا ہے

يَهْدِىٓ إِلَى ٱلرُّشْدِ فَـَٔامَنَّا بِهِۦ ۖ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ أَحَدًا ﴿٢﴾ (الجن ۔۱۔۲)

وہ راست روی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اس لئے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے“

آقائے نامدار رسول کریم ﷺ پر وحی کرنے کا ذکر کرنے والی تمام آیات مبارکہ میں ہم نے دیکھا کہ یہ وحی وہ ہے جس میں آپ ﷺ پر قرآنِ مجید نازل فرمایا گیا اور آپ ﷺ نے لوگوں کی اِس خواہش کو کبھی پذیرائی عطا نہیں فرمائی کہ زبان مبارک سے کوئی ایسی بات (حدیث) انہیں بتائیں جو اِس وحی کئیے گئے قرآنِ مجید کے علاوہ یعنی اُس کے غیر ہو۔ غیرِ قرآن بات وہ ہوگی جو قرآنِ مجید میں درج نہیں ہے۔ اور اگر بعض لوگوں کی تخلیق کردہ اصطلاح ”غیر متلو وحی“ استعمال کریں تو پھر غیر قرآن بات کا مطالبہ اور خواہش کرنے والوں کی اِس خواہش میں ”غیر متلو وحی“ بھی شامل ہے کیونکہ اِس اصطلاح کے موجد بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ یہ ”وحی“ وہ ہے جو قرآنِ مجید سے غیر یعنی ماوراء اور الگ ہے۔ قرآنِ مجید میں بیان کردہ آقائے نامدار رسول کریم ﷺ کے لوگوں کو سنائے اور بتائے ہوئے قول مبارک سے بھی غیر مبہم انداز میں واضح ہے کہ بعض لوگوں کی اختراع کردہ اصطلاح ”غیر متلو وحی“ ان کے اپنے ذہن کا تخیل ہے:

قُل لَّآ أَجِدُ فِى مَآ أُوحِىَ إِلَىَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُۥٓ

”آپ (ﷺ) بتائیں“ میں اُس میں نہیں پاتا جو قرآن مجھے وحی کیا گیا ہے کہ کسی کھانے والے پر وہ چیز حرام ہے جو وہ کھاتا ہے

إِلَّآ أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُۥ رِجْسٌ

سوائے یہ کہ وہ مردار ہو، یا بہا ہوا خون ہو، یا خنزیر کا گوشت ہو کہ وہ رجس ہے،

أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ ٱللَّهِ بِهِۦ ۚ

یا وہ جانور جس پر (تمام انسانوں کو دیئے گئے حکم کی) نافرمانی کرتے ہوئے ذبح کرتے ہوئے غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو“ (حوالہ الانعام ۱۴۵)

رسولِ کریم ﷺ سے کہلوائے گئے الفاظ پر غور کرنے کی اہمیت ہے۔ آقائے نامدار ﷺ کا فرمان تمام کی تمام کی گئی وحی یعنی قرآنِ مجید کے حوالے سے ہے۔ ”أُوْحِــــىَ“ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ قرآنِ مجید کیلئے ہمیشہ واحد مذکر غائب کا صیغہ استعمال ہوتا ہے۔

ٱلدَّمَ یعنی خون کو (حوالہ البقرۃ ۔۱۷۳، المائدہ ۔۳ اور النحل کی آیت ۱۱۵) حرام قرار دیا گیا لیکن آقائے نامدار ﷺ کے قول میں وضاحت کر دی گئی کہ بہتا ہوا خون دَمًا مَّسْفُوحًا حرام ہے۔ زمانہ جاھلیت کے عرب بلکہ اب بھی افریقہ (اور فرانس) میں بھی خون پینے کے

شواہد ہیں۔اُن تینوں آیات میں حرام کرنے کی وجہ نہیں بتائی گئی لیکن سورۃ الانعام کی آیت میں رسولِ کریم ﷺ سے کہلوایا گیا کہ مردار (گردن مروڑا ہوا، چوٹ لگنے سے مرا ہوا، گر کر مرا ہوا، اور جسے درندوں نے کھایا ہو، یہ سب بھی مردار ہی ہوتے ہیں) بہتا ہوا خون اور خنزیر کا گوشت **رِجْسٌ** ہیں۔ابن فارس نے کہا ہے کہ ''رجس'' کے بنیادی معنی اختلاط اور التباس کے ہیں۔گندگی، غلاظت کو بھی رجس اس لئے کہتے ہیں کہ وہ لتھڑ اور چپک جاتی ہے۔اس سے غیر مبہم انداز میں واضح ہو جاتا ہے کہ آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ نے لوگوں کو وہی احکامات سنائے اور بتائے ہیں جو اللہ نے قرآنِ مجید میں انہیں وحی کئے ہیں۔

إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰٓ إِلَيَّ

''میں تو صرف اس کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے'' (حوالہ الانعام۔۵۰، یونس۔۱۵، الاحقاف۔۹)

ٱتَّبِعْ مَآ أُوحِىَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ

''آپ (ﷺ) اُس کی اتباع کریں جو آپ کے رب کی جانب سے وحی کیا گیا ہے'' (حوالہ الانعام۔۱۰۶)

قُلْ إِنَّمَآ أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰٓ إِلَيَّ مِن رَّبِّى

''آپ (ﷺ) کہیں ''میں تو صرف اس کی اتباع کرتا ہوں جو میرے رب کی جانب سے میری طرف وحی کیا جاتا ہے

هَٰذَا بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

یہ تم لوگوں کے رب کی طرف سے بصیرت افروز پیغام ہے اور ماننے والے لوگوں کیلئے ہادی اور رحمت ہے'' (حوالہ الاعراف۔۲۰۳)

وَٱتَّبِعْ مَا يُوحَىٰٓ إِلَيْكَ

''اور آپ (ﷺ) اس کی اتباع کریں جو آپ کی طرف وحی کیا جاتا ہے'' (حوالہ یونس۔۱۰۹)

وَٱتْلُ مَآ أُوحِىَ إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَ (حوالہ الکہف۔۲۷)

''اور (اے رسول کریم ﷺ!) جو تیری طرف وحی کیا گیا ہے تیرے رب کی کتاب میں اسے (من وعن ہر ایک کو) سنا دیں''

ٱتْلُ مَآ أُوحِىَ إِلَيْكَ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ

''آپ (ﷺ) اُس میں سے لوگوں کو سنائیں جو کتاب میں آپ پر وحی کیا گیا ہے'' (حوالہ العنکبوت۔۴۵)

وَٱتَّبِعْ مَا يُوحَىٰٓ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ

''اور آپ (ﷺ) اس کی اتباع کریں جو آپ کے رب کی طرف سے آپ کی طرف وحی کیا جاتا ہے'' (حوالہ الاحزاب۔۲)

اور آقائے نامدار رسول کریم ﷺ نے سیدھے سادے الفاظ میں واضح فرما دیا کہ اُن پر نازل کردہ وحی کیا ہے۔آپ نے ارشاد فرمایا:

وَأَنْ أَتْلُوا۟ ٱلْقُرْءَانَ

(آپ ﷺ نے فرمایا) ''اور (مجھے حکم دیا گیا ہے کہ) میں قرآن (مجید) سناؤں'' (حوالہ النمل۔۹۲)

اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں آپ ﷺ نے اسی قرآنِ مجید کو تھام کر اس سے اپنے سامنے موجود نسل اور بعد کی نسلوں کو نصیحت فرمائی

فَٱسْتَمْسِكْ بِٱلَّذِىٓ أُوحِىَ إِلَيْكَ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٤٣﴾ (الزخرف۔۴۳)

''اس لئے آپ (ﷺ) اُس ایک قرآنِ مجید کے پابند رہیں جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے، یقیناً آپ سیدھے راستے پر ہیں

وَإِنَّهُۥ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۖ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُونَ ﴿٤٤﴾

اور قرآنِ مجید آپ کیلئے اور آپ کی قوم کیلئے ایک یاددہانی ہے اور اے لوگو! تم سے عنقریب پوچھا جائے گا'' (الزخرف۔۴۳-۴۴)

آقائے نامدار ﷺ نے اپنے سامنے غیر موجود ہم لوگوں پر واضح فرما دیا ہے کہ ہم نے قرآنِ مجید سے خبردار ہونا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بتایا

وَٱلَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِٱلْكِتَٰبِ وَأَقَامُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ ٱلْمُصْلِحِينَ ﴿١٧٠﴾ (حوالہ الاعراف۔۱۷۰)

''اور وہ لوگ جو کتاب کے پابند ہیں اور وہ نماز پر قائم رہے، ایسے اصلاح کرنے والوں کا اجر ہم یقیناً ضائع نہیں کرتے''

''يُمَسِّكُونَ'' جمع مذکر غائب مضارع۔ مادہ ''م س ک''۔ ''اَلْمَسْکُ'' کے معنی کھال ہیں جس میں گوشت اور ہڈیاں بند یعنی پابند رہتی ہیں اور کھال رچمڑے سے مشک بنائی جاتی ہے جس میں پانی کو روکا رپابند کیا جاتا ہے۔ کسی چیز کو پکڑ لینا، پکڑ کر رکھنا۔ اور ان معنی کا مفہوم رنتیجہ یہ ہے کہ جس شئے کو روکا، پکڑا اور پکڑ کر رکھا گیا ہے وہ شئے اُس مقام پر پابند ہو کر اِس کی حدود کے اندر محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ کتاب کے ساتھ ''يُمَسِّكُونَ'' کے معنی اور مفہوم صرف اور صرف کتاب میں بیان کردہ کی پابندی کرنا، اس کی حدود کے اندر اپنے آپ کو مقید کرنا ہے۔ کتاب کے ساتھ ''يُمَسِّكُونَ'' کا نتیجہ معاملات کا بہترین انداز میں سلجھ جانا ہے کہ اس سے فریقین میں سے کسی کی ہار اور جیت کا تصور نہیں ابھرتا اور باہمی اتحاد متاثر نہیں ہوتا۔ لوگوں کی باتیں تو ایک طرف صاحب امر کی بھی کسی بات کے متعلق اختلاف رائے موجود ہو تو معاملے کو سلجھانے کا بہترین انداز یہ ہے کہ اُس بات کیلئے رہنمائی کتاب سے لی جائے اور اسے حرف آخر مانا جائے

فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ ۚ

''پھر ان (صاحب اقتدار) کی بات کے سبب اگر تم لوگوں میں کسی بات میں باہمی تنازعہ ہو گیا ہے

تو اس معاملے کو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ؏ یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بہترین ہے'' (النساء۔۵۹)

کسی معاشرے میں انسانوں کے مابین یگانگت، باہمی بھائی چارہ، اتفاق اور اضطراب سے منزہ فضا کبھی قائم ہو ہی نہیں سکتی اگر وہ معاشرہ اور قوم رنسل ایک کتاب کے ساتھ ''يُمَسِّكُونَ'' نہیں ہے۔ ایک کتاب کے ساتھ ''يُمَسِّكُونَ'' نہ ہونے والے لوگ رقوم رنسل کیلئے دنیا میں باوقار مقام کو پانا تو درکنار انہیں اپنے آپ کو منوانا بھی ممکن نہیں ہوتا۔

آج دنیا میں مسلم امہ کا جو وقار اور مقام ہے اس کے متعلق کچھ نہ کہنا ہی بہتر ہے۔ اور ہم پاکستانیوں کے تو ڈھنگ ہی نرالے ہیں، ہم نازل کردہ کتاب کے ساتھ 'یُمَسِّکُونَ' ہیں اور نہ اس کتاب کے ساتھ جسے ہم آئین پاکستان کہتے ہیں۔

اور آقائے نامدار علیہ السلام نے جن کا ''جینا اور مرنا رب العالمین کیلئے ہے'' اپنے آپ کو کتاب کا پابند رکھا

قُلۡ إِنَّمَآ أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰٓ إِلَيَّ مِن رَّبِّيۚ (حوالہ الاعراف۔۲۰۳)

''آپ (علیہ السلام) فرمائیں ''میں صرف اس کی اتباع کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے میری جانب وحی کیا جاتا ہے''

پہلے منظّم معاشرے سے آج تک زمانے میں ریت/رواج ہے کہ بعض تعلیم یافتہ/سیانے/مدبر/صاحب علم تسلیم کئے جانے والے لوگ غیر کتاب باتیں اختراع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب کو ماننے والے معاشرے کے عام لوگوں کی نگاہوں میں انہیں مستند/وزن دار اور ''مصدقہ'' ظاہر کرنے کیلئے ماضی کے بڑے ناموں یہاں تک کہ رسولوں سے منسوب کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ آقائے نامدار علیہ السلام کی حیات مبارک میں بھی لوگوں نے اپنے سامنے تلاوت (متلو) کئے جانے والے قرآنِ مجید کے غیر، علاوہ باتیں سنانے کا مطالبہ کیا۔ زمان ومکان میں لوگوں کو ہمیشہ غیرِ کتاب باتوں کو سننے سنانے کا شوق رہا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کسی طرح سے فرار کی راہیں نکالی جائیں۔ آقائے نامدار علیہ السلام خاتم النبیین ہیں۔ انہوں نے اپنے حوالے سے اس امکان کا بھی سدباب فرما دیا۔

قُلۡ أَيُّ شَيۡءٍ أَكۡبَرُ شَهَٰدَةٗۖ ''ان سے پوچھو کس کی گواہی سب سے بڑھ کر ہے؟

قُلِ ٱللَّهُۖ شَهِيدُۢ بَيۡنِي وَبَيۡنَكُمۡۚ آپ کہیں ''اللہ کی گواہی سب سے بڑھ کر ہے۔ اللہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان گواہ ہے

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانُ لِأُنذِرَكُم بِهِۦ وَمَنۢ بَلَغَۚ

اور مجھ پر وحی کیا گیا ہے یہ قرآنِ مجید تاکہ اس کے ساتھ میں اپنے سامنے موجود تم لوگوں کو خبردار کروں

اور اُن (اپنے سامنے غیر موجود/بعد کی نسلوں کے) لوگوں کو بھی اس کے ساتھ خبردار کروں جنہیں یہ قرآنِ مجید پہنچا'' (حوالہ الانعام۔۱۹)

''کُم''، ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ اِس میں ہر وہ شخص شامل ہے جس نے آقائے نامدار علیہ السلام سے قرآنِ مجید براہ راست سنا اور بعد کے زمان ومکان کی وہ تمام امتیں، نسلیں، لوگ جن کے ہاتھوں میں یہ قرآنِ مجید پہنچا تھا رہے اور انہوں نے اِسے سنا۔ آقائے نامدار علیہ السلام نے اپنے اور ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتے ہوئے ہمیں واضح کر دیا ہے کہ آپ علیہ السلام ہمیں قرآنِ مجید کے ذریعے خبردار کرنے کے ذمہ دار ہیں کیونکہ آپ علیہ السلام زمان میں ہم لوگوں پر نگران اور وکیل نہیں ہیں۔

آقائے نامدار علیہ السلام کے اس قول مبارک کو دوام اور ثبات ہے کہ زمان کی گزرگاہ میں اس کی حفاظت کرنے والے مؤرخ اور تاریخ دان نہیں بلکہ وہ ہے جس نے کبھی مرنا نہیں۔ آقائے نامدار علیہ السلام کی اپنی زبان مبارک سے ادا ہوئے الفاظ میں یہ قول مبارک ان گنت

انسانوں سے تواتر سے ہوتا ہوا آپ اور مجھ تک پہنچا ہے۔آپ ﷺ نے اپنے سامنے موجود لوگوں کی خواہش، مطالبے اور اصرار کے باوجود قرآنِ مجید کے علاوہ کوئی بات کہنے، سنانے اور بتانے سے دوٹوک انکار کر دیا تھا اور تحریر میں اپنایہ حکم مجھے بھیج دیا کہ آپ ﷺ مجھے اس قرآنِ مجید کے ذریعے غفلت سے بیدار اور خبردار فرما رہے ہیں۔زمان کی گزرگاہ میں رہنمائی کا فریضہ صرف اور صرف کتاب ادا کر سکتی ہے کیونکہ ماضی سے اگر علم آگے کی جانب منتقل ہوتا ہے تو جہالت، گمراہی، ظن، گمان، بے راہروی، روایت بھی آگے کی جانب سفر کرتی ہے۔آباؤاجداد اور ماضی کی روایات کی اندھی تقلید میں گم کردہ راہ ہونے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔اس لئے کتاب حرف آخر ہے۔

آپ آقائے نامدار ﷺ زمان ومکان کے تمام انسانوں کو خبردار کرنے والے ہیں

رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ''(محمد ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں''۔

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ قرآنِ مجید کے ذریعے خبردار فرماتے ہیں اس لئے آپ آقائے نامدار ﷺ کی طرح قرآنِ مجید کو بھی دوام اور ثبات ہونا چاہئے کیونکہ یہی ذریعہ ہدایت ہے لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ۝ ''ہر دور (مقررہ مدت، اجل) کیلئے کتاب ہے'' (حوالہ الرعد۔۳۸)۔اور يَمْحُواْ ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ''اللہ جسے ختم، زائل کرنا چاہتا ہے اسے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے ثبات، دوام دیتا ہے''۔جس کتاب کو ثبات، دوام عطا فرمایا وہ قرآنِ مجید ہے جو آقائے نامدار ﷺ کے قلب مبارک پر نازل فرمایا۔

''ہدایت'' ظُـلُمَـٰتِ یعنی اندھیروں سے نکل کر منزل پر پہنچانے والے راستے تک پہنچنے کا نام ہے اور ''ہدایت'' کیلئے ایک روشن، واضح، ثبات کے حامل ذریعے، واسطے کی ضرورت ہے۔

وَهَـٰذَا كِتَـٰبٌ أَنزَلْنَـٰهُ مُبَارَكٌ ''اور یہ کتاب ہے، اسے ہم نے نازل کیا ہے، اسے ثبات اور دوام ہے''

وَهَـٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَـٰهُ ''اور یہ ذکر (قرآنِ مجید) ہے، اسے ثبات اور دوام ہے، اسے ہم نے نازل کیا ہے''

كِتَـٰبٌ أَنزَلْنَـٰهُ إِلَيْكَ مُبَـٰرَكٌ ''کتاب، جسے ہم نے آپ (ﷺ) پر نازل فرمایا ہے، اسے ثبات اور دوام ہے'' (حوالہ الانعام۔۹۲، ۱۵۵۔الانبیاء۔۵۰، سورۃ صٓ۔۲۹)۔

وَإِنَّهُۥ لَكِتَـٰبٌ عَزِيزٌ ۝ ''اور یقیناً یہ ایک غالب کتاب ہے۔

لَّا يَأْتِيهِ ٱلْبَـٰطِلُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِۦ

اس میں باطل نہ اس کے آگے (زمانہ قبل نزول) سے آ سکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے (زمانہ بعد نزول) سے'' (حوالہ فصلت۔۴۱۔۴۲)

جس میں تحریف ممکن نہ ہو اُس کتاب کو ثبات و دوام ہے۔آقائے نامدار ﷺ روزِ آخر تک قرآنِ مجید کے ذریعے لوگوں کو خبردار فرمانے والے ہیں اور قرآنِ مجید کو ثبات و دوام ہے۔اور اس ثبات کا ضامن کون ہے؟

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ٱلذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَـٰفِظُونَ ﴿٩﴾

''ہم نے اس ذکر (قرآنِ مجید) کو نازل کیا ہے اور اُس کی حفاظت کے ذمہ دار بھی ہم ہیں'' (الحجر۔۹)

ان کی گزرگاہ میں اس کی ضمانت قابل بھروسہ ہے کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ وہ زندہ ہیں اور مریں گے نہیں

وَتَوَكَّلْ عَلَى ٱلْحَىِّ ٱلَّذِى لَا يَمُوتُ

''اور اس زندہ پر بھروسہ کر جو مرے گا نہیں'' (حوالہ الفرقان۔۵۸)۔سبحان اللہ! اللہ اکبر!

رومعروف ہستیوں کے اقوال اور ''غیر متلووحی'' کی بحثیں بھلے ہم سنتے رہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو کبھی نہ بھولیں:

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ ٱلْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥١﴾

رہم نے ان کے لئے بیان حقیقت رقرءان مجید کو مربوط بنایا ہے تا کہ وہ اسے ازخود سمجھ سکیں، یاداشت میں محف

رکھ سکیں، نصیحت حاصل کریں، اور دوسروں کو بیان کر سکیں۔'' (القصص۔۵۱)